مرثیہ ظہور جارچوی

از جناب ظہور جارچوی صاحب

مرثیہ

یبؑ جو زینتِ چمنِ پنجتنؑ ہوئی | حاصل حسنؑ حسینؑ کو پیاری بہن ہوئی
ب قادر الکلام وہ غنچہ دہن ہوئی | عرضی گزار نانا سے شیریں سخن ہوئی

میں ہو رہی ہوں خوفزدہ ایک خواب سے
تعبیر چاہتی ہوں رسالت مآبؐ سے

ولے نبیؐ سناؤ۔ تو بچی نے یوں کہا | خوابِ شبِ گزشتہ میں دیکھا یہ ماجرا
رسبز ایک جا شجرِ پُرشکوہ تھا | محفوظ کر رہے تھے مجھے سایہ و فضا

شاخیں تھیں پانچ۔ نقشۂ ابرِ بہار تھا
وہ تھا شجر کہ رحمتِ پروردگار تھا

یں محوِ شکرِ خالقِ حسنِ شجر میں تھی | رُک رُک کے پانچ بار کچھ ایسی ہوا چلی
رفتہ رفتہ پانچوں ہی شاخیں گرا گئی | جلنے لگی میں دھوپ سے۔ سر پہ ردا نہ تھی

جائے اماں نہ پائی جہاں تک نگہ گئی
تنہا میں آگ اگلتے بیاباں میں رہ گئی

یہ خواب سن کے روئے رسولؐ فلک وقار | لپٹاتے تھے گلے سے نواسی کو بار بار
رہ رہ کے آ رہا تھا حبیبِ خدا کو پیار | سر اور بازو چومتے تھے ہو کے بے قرار

فرمایا۔ ہے نصیب کی تحریر۔ دردناک
بیٹی ہے تیرے خواب کی تعبیر دردناک

دیکھا جو خواب میں شجرِ طیبہ ہے وہ | آدمؑ سے جو شروع ہوا سلسلہ ہے وہ
منزل ہے مومنوں کی ارم راستہ ہے وہ | معبود اور عبد میں بھی رابطہ ہے وہ

شاخیں جو پانچ دیکھیں خود اپنی مثال ہیں
میں ہوں۔ علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے لال ہیں

پہلے اُٹھے گا سر سے ترے نانا۔ میری جاں | کچھ روز بعد فاطمہؑ بھی جائیں گی جہاں
ہونگے علیؑ شگافتہ سر خلد کو رواں | پھر زہر سے شہید حسنؑ ہوں گے الاماں

یہ چار داغ پردے میں رہ کر اُٹھائے گا
بارِ غمِ حسینؑ کھلے سر اُٹھائے گی

پچپن برس کی عمر میں ہوں گے بہت محن | تو ہو گی جب حسینؑ کے ہمراہ بے وطن
اُجڑے گا ایک دشت میں گلزارِ پنجتنؑ | لاشے ترے عزیزوں کے سب ہونگے بے کفن

ظلم اہلِ کیں مریض بھتیجے پہ توڑیں گے
ملعون۔ چادریں بھی سروں پر نہ چھوڑیں گے

دعا رسولؐ کی پوری ہوئی غدیر کے دن

(غدیر خم)

دعا رسولؐ کی پوری ہوئی غدیر کے دن
نبیؐ کی اپنی نبوت بچی غدیر کے دن

نظر نظر میں ہے خم غدیر کا منظر
زباں زباں پہ ہے مولا علیؑ غدیر کے دن

منافقین کے چہرے اُتر گئے ایسے
کہ جیسے عرش سے بجلی گری غدیر کے دن

تمام عمر تبسم نہ ایسا فرمایا
لب رسولؐ پہ جو تھی ہنسی غدیر کے دن

خدا نے صحرا میں کوثر کے جام چھلکائے
کسی کے لب پہ نہ تھی تشنگی غدیر کے دن

علیؑ کے سر پہ ولایت کا تاج ایسا سجا
سمجھ میں آئی ابو طالبؑ غدیر کے دن

علیؑ کو ہاتھوں پہ اپنے اٹھا کے بولے رسولؐ
بتا رہا ہوں میں شانِ علیؑ غدیر کے دن

ہزار عیدیں کروڑوں شبِ برات نثار
ملا زمانے کو مولا سخی غدیر کے دن

خدا کا شکر کہ تکمیل دین آج ہوا
خطاب کرتی تھی آیت یہی غدیر کے دن

علیؑ نے دیکھا جو لہجہ نیا ہے آیت کا
پڑھی علیؑ نے بھی نادِ علی غدیر کے دن

سجا جو دیکھا صحابہ نے منبرِ پالان
دکھائی دیتے تھے حیراں سبھی غدیر کے دن

کوئی منائے شب و روز عید مجھ کو کیا
ہے میری عید ریحانؔ اعظمی غدیر کے دن

شانوں میں تیرے باندھیں گے ظالم جو رسیاں | بچوں کی گردنوں میں بھی کس دیں گے رسیاں
بچ جائے گا جو قتل سے فرزندِ ناتواں | لوہے سے اس کو جکڑیں گے بیدینِ لاماں
تو ہوگی اپنے کنبے کی غمخوار دشت میں
کوئی نہ ہوگا تیرا مددگار دشت میں

بچی۔ علیؑ کی لاڈلی تھی فاطمہؑ کی جاں | بولی کہ ہولناک ہے یہ میرا امتحاں
لیکن یہ وعدہ کرتی ہوں حضرت سے نانجاں | اونچا کروں گی عظمتِ اسلام کا نشاں
زینبؑ ظہور۔ دین کی دنیا پہ چھا گئی
سویا ہوا ضمیرِ مسلماں جگا گئی

مرثیہ

کرتے ہیں ناقلانِ تواریخ یہ بیاں | مسجد میں ایک روز تھے پیغمبرِ زماں
اصحاب گرد و پیش تھے دلشاد و کامراں | حاضر ہوا عرب کوئی مسجد میں ناگہاں
جھک کر سلام پہلے تو با صد ادب کیا
پھر ایک اسپ نذرِ امیرِ عرب کیا

نذرانہ کر لیا شہِ اسلام نے قبول | خوش تھا نیاز مند۔ ہوا مدعا حصول
تشریف لائے اتنے میں گلزارِ دیں کے پھول | یعنی حسینؑ ابن علیؑ۔ دلبرِ بتولؑ
ننھے سے ہاتھ جوڑ کے سر کو جھکا لیا
نانا نے لے کے گود میں دل سے لگا لیا

کم عمر اسپ دیکھا جو کمسن حسینؑ نے | نانا کی گود چھوڑ دی اس نورِ عین نے
جا کر قریب فاطمہؑ کے دل کے چین نے | لی باگ ابنِ فاتحِ بدر و حنین نے
راکب کے دل کا قصد جو مرکب نے پا لیا
فوراً زمیں پہ بیٹھ کے سر کو جھکا لیا

تنہا حسینؑ پشتِ فرس پر ہوا سوار | اُٹھا فرس سنبھال کے راکب کو ایکبا
خوش ہوگئے خدا و پیمبرؐ کے دوستدار | مسجد میں ایک جشنِ مسرت تھا آشکار

اشکوں سے ریشِ پاک بھگونے لگے رسولؐ
شانِ حسینؑ دیکھ کے رونے لگے رسولؐ

گھبرا گئے رسولؐ کے اصحابِ باوفا | کہنے لگے بتایئے مولاؐ پئے خدا
کیوں روئے آپ۔ وقت یہ رونے کا تو نہ تھا | اللہ کے حبیبؐ نے دل تھام کر کہا

عالم جو دیکھا راکب و مرکب کے پیار کا
انجام یاد آگیا اُس شہسوار کا

اک دن یہی حسینؑ۔ یہی اسپِ باوفا | زخموں سے چور ہوں گے سرِ دشتِ کربلا
ہو کر نڈھال گرنے لگے گا جو مہ لقا | گھوڑا زمیں پہ پیٹ کے بل بیٹھ جائے گا

جس پیار سے بٹھایا ہے اس وقت زین پر
شبیرؑ کو اُتارے گا یوں ہی زمین پر

آئے گا جب زمیں کی طرف یہ مہِ منیر | اس کا بدن ہوا میں معلق رکھیں گے تیر
حملے کریں گے جب تنِ مجروح پر شریر | اس دم بھی کام آئے گا یہ اسپِ بے نظیر

حربے بدن پہ تیغ و تبر کے سہے گا یہ
گردِ حسینؑ پیار سے پھرتا رہے گا یہ

ہو جائے گا شہید جو یہ میرا نونہال | اپنی جبیں کرے گا یہ اس کے لہو سے لال
لے کر تبرکاتِ حسینؑ شکستہ حال | جائے گا خیمہ گاہ میں یہ صاحبِ کمال

کر دے گی دلفگار صدا اس کے بین کی
دے گا خبر حرم کو یہ قتلِ حسینؑ کی

رونے لگے یہ سنتے ہی اصحابِ باوفا | مسجد میں یا حسینؑ کا غل اس قدر ہوا
پوچھا جنابِ فاطمہؑ نے ماجرا ہے کیا | سن کر یہ ذکر بنتِ نبیؐ کو غش آگیا

فضہؓ قلق سے با دلِ مغموم روتی تھیں
ماں سے لپٹ کے زینبؑ و کلثومؑ روتی تھیں

کچھ دیر بعد آیا جو خیر النساء کو ہوش | رہوار و شہسوار کی اُلفت کا آیا جوش
اُٹھی جگر سنبھال کے اُمت کی پردہ پوش | فضہؓ سے بولیں کم ہو جو اصحاب کا خروش

منگوا لے میرے پاس سواری حسینؑ کی
میں بھی تو شان دیکھ لوں اس نورِ عین کی

جب گھر میں راہوار منگایا بتولؑ نے | پشتِ فرس پہ لال کو پایا بتولؑ نے
فرزند کو گلے سے لگایا۔ بتولؑ نے | رہوار کا بھی رتبہ بڑھایا بتولؑ نے

بیٹے کی طرح پیار کیا راہوار کو
چادر میں اپنی دانہ دیا راہوار کو

بنتِ نبیؐ نے زینبؑ و کلثومؑ سے کہا — مجھ کو تو کچھ بھروسہ نہیں اپنی زیست کا
شبیرؑ کا فدائی ہے یہ اسپِ باوفا — تم کرتی رہنا اس کی مروت کا حق ادا
محشر کا دن جو تم کو مقدر دکھائے گا
شبیرؑ کی طرح یہ لہو میں نہائے گا

روکو ظہورؔ اب فرسِ خامہ کی عناں — تم ذکرِ ذوالجناح کرو تاب یہ کہاں
انسانیت کا فخر ہے حیوانِ بے زباں — کیا جانے کتنے تیر لگے۔ کتنی برچھیاں
حیران ہیں شجاعتیں اس کے ثبات پر
بعدِ حسینؑ مر گیا پیاسا فرات پر

مرثیہ

بعدِ رسولؐ کیسا زمانہ بدل گیا — دروازۂ اہلبیتؑ کا ٹوٹا کہ جل گیا
بنتِ نبیؐ کا جسمِ مطہر کچل گیا — ماں کے شکم میں بچے کا بھی دم نکل گیا
اُمت کو بغض تھا جو رسولِ زمن کے ساتھ
مشکل کشا کو باندھ لیا تھا رسن کے ساتھ

اصحابِ باوفا بھی پریشان حال تھے — پھیلے ہوئے مدینے میں بیعت کے جال تھے
آفت میں مبتلا تھے جو شیدائے آلؑ تھے — سلمانؓ جاں بلب تھے ابوذرؓ نڈھال تھے
حاصل نہ تھا سکوں جو کسی دیندار کو
چھوڑا بلالؓ نے بھی نبیؐ کے مزار کو

اک رات خواب میں یہ نبیؐ نے کیا کلام — کیوں اے بلالؓ کیا یہ محبت اسی کا نام
اوروں کی طرح بھول گئے تم بھی احترام — کرتے ہو میری قبر کو بھی دور سے سلام
بیٹی کو میری ہوش نہیں اپنے آپ کا
پرسہ دیا نہ تم نے بھی زہراؑ کو باپ کا

گھبرا گئے بلالؓ کھلی آنکھ خواب سے | ملنے چلے مزارِ رسالت مآبؐ سے
تھرا رہا تھا جسم جو خوفِ عذاب سے | غش ہو گئے لپٹ کے مزارِ جناب سے

سُن کر صدائے گریہ جو دلگیر آ گئے
قبرِ نبیؐ پہ شبّرؑ و شبیرؑ آ گئے

دیکھا جو شاہزادوں کو خدام نے کہا | اُٹھ اے بلالؓ دیکھ ترا مرتبہ بڑھا
آئے ہیں تجھ سے ملنے کو سبطینِ مصطفیٰؐ | آنکھوں میں خاکِ پائے حسینؑ و حسنؑ لگا

ساعت ملال کی ہے نہ رقت کا وقت ہے
غافل ادائے اجرِ رسالتؐ کا وقت ہے

چونکہ بلالؓ ہوش میں آئے اُٹھے بڑھے | بیتاب ہو کے گردِ حسینؑ و حسنؑ پھرے
دونوں کے پاؤں چوم کے جب خوب لپٹ چکے | کاندھوں پہ لے کے شبّرؑ و شبیرؑ کو چلے

کہتے تھے چل رہا ہوں طریقِ رسولؐ پر
جاؤں گا یوں ہی بابِ علیؑ و بتولؑ پر

جا کر درِ علیؑ ولی پر کیا کلام | حاضر ہوا ہے پڑھنے کو مولا ترا غلام
تجھ پر درود بنتِ نبیؐ پر مرا سلام | العفو الاماں کہ ہوں لائقِ ملام

مجبوریوں سے آنے میں تاخیر ہو گئی
مولا معاف کر مجھے تقصیر ہو گئی

آواز سن کے آئے جو مولائے کائنات | قدموں پہ لوٹ لوٹ کے بولا وہ نیک ذات
معلوم ہو گئے مجھے گزرے جو حادثات | سورج نکل رہا ہے مگر ہو گئی ہے رات

آلام کا بنا کے نشانہ حضورؐ کو
پہنچا رہا ہے رنج زمانہ حضورؐ کو

مغموم کو اُٹھا کے علیؑ نے کہا حال | کچھ غم نہیں پھرا ہے زمانہ اگر بلالؓ
سرمایۂ رسولؐ ہیں قرآن اور آل | اِن کا شرف بڑھائیں گے کچھ ہو ہمارا حال

کرنا ہے حق ادا جو رسالت پناہ کا
کوشاں رہو عروج ہو دینِ اِلٰہ کا

آ کر قریبِ پردۂ در فضہؓ نے کہا | خوب آئے اے بلالؓ کہ جی شاد کر دیا
فرما رہی ہیں دخترِ سلطانِ انبیاءؐ | کچھ اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں رہا

بابا کا دور یاد دلا دو ہمیں بلالؓ
اک بار پھر اذان سنا دو ہمیں بلالؓ

وقتِ نمازِ ظہر ہوا جس گھڑی عیاں | گلدستۂ اذاں پہ بلالؓ آئے نیم جاں
گہرائیوں سے دل کی سنانے لگے اذاں | ہجرِ پدر میں فاطمہؑ کرنے لگیں فغاں

گونجی صدا جو اشھد ان رسولؐ کی
اک بار چیخ نکلی جنابِ بتولؑ کی

بیتاب فضہؓ ہوگئیں چلا کے یوں کہا | خاموش ہو بلالؓ بڑا قہر ہوگیا
کردے اذان بند خدا کے لئے ذرا | غش کھا کے گر پڑی ہے پیمبرؐ کی دلربا

حالت ہے غم سے غیر جناب بتولؑ کی
دنیا سے کوچ کرتی ہے بیٹی رسولؐ کی

فضہؓ سے سن کے یہ خبرِ غم بلالؓ نے | کردی اذان بند اسی دم بلالؓ نے
برپا کیا رسولؐ کا ماتم بلالؓ نے | نوحہ کیا ہلائے دو عالم بلالؓ نے

دل خون ہوگیا جو فغانِ بتولؑ سے
غش ہوگئے لپٹ کے مزارِ رسولؐ سے

اس وقت تو سنبھل گئی مخدومۂ جہاں | لیکن دفاعِ عارضہ کی تاب تھی کہاں
ٹوٹی ہوئی تھیں بنتِ پیمبرؐ کی پسلیاں | کچھ روز بعد سوئے جناں ہوگئیں رواں

بے چین اب بھی رکھتا ہے یہ صدمہ آپ کو
اہلِ مدینہ رونے نہ دیتے تھے باپ کو

یہ راز جاننے کے ہیں خواہاں ظہورؔ ہم | رونے سے منع کرتے تھے کیوں بانیٔ ستم
اتنی نحیف و زار تھی وہ مبتلائے غم | آوازِ آہ بھی جو نکلتی تو ہوتی کم

فریاد کب کسی کو سنائی بتولؑ نے
اٹھارہ سال زندگی پائی بتولؑ نے

مرثیہ

بہارِ باغِ مشیت میں فاطمہؑ زہرا | تعارفِ احدیت ہیں فاطمہؑ زہرا
صداقت اور حمیت میں فاطمہؑ زہرا | سیادت اور ولایت ہیں فاطمہؑ زہرا

بشر ہے جن ہے ملک ہے کہ رشکِ حور ہے وہ
جو دورِ فاطمہؑ سے ہے خدا سے دور ہے وہ

شریکِ کارِ رسالت ہیں فاطمہؑ زہرا | نگاہبانِ شریعت ہیں فاطمہؑ زہرا
وصیِ علیؑ ہیں وصیت ہیں فاطمہؑ زہرا | خدا رحیم ہے رحمت ہیں فاطمہؑ زہرا

رضائے فاطمہؑ سب کی رضا پہ بھاری ہے
جو فاطمہؑ سے رکھے دشمنی وہ ناری ہے

شرف یہ فاطمہؑ کو بے سبب نہیں حاصل | یہی ہیں حلقۂ نسواں میں رہبرِ منزل
نثار ہوگئیں اللہ پہ بجان و دل | نہ آنے دی کبھی اسلام پر کوئی مشکل

یہ حوصلہ تھا یہ ایثار تھا یہ ہمت تھی
لٹا دی راہِ خدا میں جو پاس دولت تھی

جہاد میں ہوئے مجروح جب رسولؐ خدا — ہوا نہ ضبط۔ گئیں گھر سے فاطمہؑ زہرا
دھلائے زخم نبیؐ کو سکونِ قلب ملا — مباہلے میں رسولِؐ خدا کا ساتھ دیا

جہاں تھی ان کی ضرورت وہاں بتولؑ گئیں
ہزار حیف کہ بعدِ نبیؐ ملول گئیں

وہ مسجدِ نبوی میں بتولؑ کا جانا — وہ دل کو تھامے ہوئے بے مراد گھر آنا
وہ اہلِ جاہ کے ہاتھوں اذیتیں پانا — وہ مصطفےٰؐ کے تصور میں رو کے فرمانا

ہوئے کسی پہ نہ ظلم و ستم جو میں نے سہے
دنوں کو رات بنادیں وہ غم جو میں نے سہے

وہ فاطمہؑ کا زمانہ سے سوئے خلد سفر — وہ آہ و زاریِ شبیرؑ گریۂ شبرؑ
وہ نوحہ زینبِؑ مغموم کا بدیدۂ تر — وہ کہنا فضہؓ کا ہر بار پیٹ پیٹ کے سر

اٹھا کے ظلم جہاں سے گزر گئیں بی بی
کہاں میں ڈھونڈنے جاؤں کدھر گئیں بی بی

وہ وقتِ غسل یہ اظہار کرنا اسماءؓ کا — اٹھائے اٹھتا نہیں ایک ہاتھ دکھیا کا
علیؑ نے دیکھا جو پہلو شکستہ زہراؑ کا — ہوا بلند وہ دلسوز نالہ مولاؑ کا

علیؑ کی آہ سے نعشِ بتولؑ کانپ گئی
جہاں لرز گیا قبرِ رسولؐ کانپ گئی

کہا تڑپ کے علیؑ نے کہ فاطمہؑ زہرا — تمام عمر مجھے یہ فلک رلائے گا
بچایا تم نے مجھے میں تمہیں بچا نہ سکا — نہ شکوہ کرنا رسولِؐ خدا سے تم میرا

نہ رسن بیچ میں ہیں جان اے زہراؑ
یہ میرے صبر کا تھا امتحان اے زہراؑ

اتارنے لگے مرقد میں جب بہ اشک و آہ — یہ دیکھا قبر میں موجود ہیں رسولؐ اللہ
ہوا نہ ضبط علیؑ نے کہا بحالِ تباہ — مجھے ہے سخت ندامت حضور سے یا شاہ

شکستہ پسلیاں زہراؑ جو لے کے آئی ہیں!
حضورؐ آفتیں امت نے ان پہ ڈھائی ہیں

حضور کیجیے ظلم و ستم کا اندازہ — گرایا پہلوئے زہراؑ پہ گھر کا دروازہ
گلے میں باندھ کے رسی کسا جو آوازہ — دلِ علیؑ میں رہیگا ہمیشہ غم تازہ

وصیت آپ کی یاد آئی دل پہ جبر کیا
تڑپتا فاطمہؑ کو دیکھا اور صبر کیا

ظہورِ اہلِ عزا میں ہے جوشِ ایمانی — ہلا رہی ہے جگر تیری مرثیہ خوانی
دعا یہ کر ہو تجھے ہر قدم پہ آسانی — قریب آنے نہ پائے کبھی پریشانی

علیؑ و فاطمہؑ لطف و کرم کریں تجھ پر!
کسی جہاں میں نہ آئیں مصیبتیں تجھ پر

دراحوالِ شہادت

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

کوفے میں جب قیامِ شہِ لافتیٰ ہوا
اک دن حسنؑ حسینؑ نے مولاؑ سے یوں کہا
بابا ہماری بہنیں بہت دن سے ہیں جدا
بلوالیں ان کو ہم۔ ہو اگر حکم آپ کا
خوش خوش مدینے سے جو وہ مغموم آئینگی
عزت کے ساتھ زینبؑ و کلثومؑ آئینگی

بابا قریب آ ہی رہا ہے مہِ صیام
رکھیں گے روزے بھائی بہن ساتھ یا امامؑ
معقول ہوگا روزہ کشائی کا اہتمام
جب ہوگی عیدِ فطر تو خوش ہونگے ہم تمام
حضرت کے زیرِ سایہ پڑھینگے نمازِ عید
حاصل نیازمندوں کو ہوگا جوازِ عید

رونے لگے علیؑ ولی سن کے یہ بیاں
فرمایا جاؤ۔ بہنوں کو لے آؤ میری جاں
تکلیف ہو سفر میں نہ ان کو یہ رکھنا دھیاں
کوفے سے دور تھم کے خبر بھیجنا یہاں!
معلوم ان کا مرتبہ ہوگا خدائی کو
خود آؤنگا میں بیٹیوں کی پیشوائی کو

بیٹا حسنؑ حسینؑ یہ خطۂ عراق ہے
کوفے کی بستی موردِ افتراق ہے
طینت میں اس کی مکر ہے شر ہے نفاق ہے
اکثر دلوں پہ عظمتِ اسلام شاق ہے
باشندوں سے یہاں کے امیدِ وفا نہیں
وہ کلمہ گو ہیں پر۔ جنہیں خوفِ خدا نہیں

بیٹا مہِ صیام یقیناً قریب ہے
کوثر ہے پاس خلد کا گلشن قریب ہے
پیارو تمہارے باپ کا مسکن قریب ہے
جسمِ ابوترابؑ کا مدفن قریب ہے
انیسویں کی صبح کی تلوار کھائیں گے
اکیسویں کو ہم لحد اپنی بسائیں گے

یثرب میں رہ کے زینبؑ و کلثومؑ میری لاش
اچھا ہے۔ میری بیٹیاں آجائیں میرے پاس
دیکھیں جو سر شگافتہ میرا بدِ دو یاس
ان کو دلاسہ دینا نہ کھو بیٹھیں وہ حواس
آوازیں ان کے نوحوں کی باہر نہ آنے پائیں
لاشے کی پیشوائی کو در پہ نہ آنے پائیں

پیارو تمہیں نصیب کہاں انبساطِ عید
اعدا نہ ہونے دیں گے میسّر نشاطِ عید
رنگین میرے خون سے ہوگی بساطِ عید
رکھنا خیالِ رابطۂ و اختلاطِ عید
بابا کو روزِ عید نہ پاؤ گے تم حسنؑ
اس عید کی نماز پڑھاؤ گے تم حسنؑ

بیٹا ہمارے بعد۔ نہ آرام کیجیو | ہر گام پر اشاعتِ اسلام کیجیو
خوشنودیٔ خدا کے لیے کام کیجیو | قائم ہو جس سے امن وہ اقدام کیجیو

ہر سانس وقفِ شکرِ خدائے قدیر ہو
سیرت مطیعِ طبعِ رسولؐ کبیر ہو!

بیٹا تمہیں بھی زہرِ دغا دیں گے بدلقیں | باغِ رسولؐ کاٹینگے لوٹینگے اہلِ کیں
لاشِ حسینؑ کردیں گے پامال جب لعیں | پسماندگاں کو قید کریں گے منافقیں!

ایذائیں اہلِ جور سے پائیں گے اہلبیتؑ
ہوکر اسیر کوفے میں آئیں گے اہلبیتؑ

مشتاقِ دیدِ زینبؑ و کلثومؑ ہیں جواب | یہ عورتیں بھی ان کو ستائینگی بے سبب
کھاکر جو دیں گی بچوں کو صدقات کے رطب | زینبؑ کہیں گی بی بیو صولی ہو کیوں ادب

پہچانو ہم کو صدقہ نہ دو۔ دل ملول ہیں
اُمت ہو تم ہماری۔ ہم آلِ رسولؐ ہیں

جب مل گئی اجازتِ سلطانِ مشرقین | یثرب سے کوفے بہنوں کو لائے حسن حسینؑ
بستی سے دور ٹھہرے ہوئے تھے جو نورِ عین | کہتے تھے اہلِ کوفہ یہ سرورِ حنین!

آئی ہیں میری بیٹیاں پردہ ہو راہ میں
کوئی چرندہ ہو نہ پرندہ ہو راہ میں

دربان و پہریدار رہیں گردنیں جھکاتے | کچھ بھی کوئی حائلِ پردہ نہ ہونے پائے
انبوہِ عورتوں کا نہ محمل کے پاس جائے | تنہا سلام کرنے کو با پردہ بی بی آئے

بے پردگی کے خوف سے آنسو نکلتے ہیں
مجمع سے میری بیٹیوں کے دل دہلتے ہیں

کوفے میں آرہی تھیں جو زہراؑ کی بیٹیاں | استادہ تھیں قناتیں [illegible] تا مکاں
تاریک شب تھی، شہرِ خموشاں کا تھا سماں | محمل کے گرد حلقے [illegible] ہاشمی جواں

حسنینؑ ہوشیار و خبردار آتے تھے
پکڑے مہار حیدرِؑ کرار آتے تھے

اک دن تو تھا یہ زینبؑ و کلثومؑ کا حشم | اک دن [illegible] ستم [illegible] محترم
انبوہ میں جو شرم سے اٹھتے نہ تھے قدم | درے لگا [illegible] ستمگر [illegible]

پکڑے مہار عابدِؑ بیمار روتے تھے
اہلِ تماشا بھی سرِ بازار روتے تھے

کوفے میں بیٹیاں جو علیؑ کی ہوئیں مقیم | دن گزرے [illegible]
سجدے میں ہوگیا سرِ خیبر شکن دو نیم | شیرِ خدا کے [illegible]

اسلام کا وقار و شرف دفن ہوگیا
خاکِ نجف میں شاہِ نجف دفن ہوگیا

اُعدا کے مکر و شر کا نشانہ بنے حسنؑ
بہنوں کو ساتھ لے کے چلے جانبِ وطن
رخصت جو کرنے آئے تھے کوفے کے مرد و زن
سب کی زباں پہ تھے یہ عقیدت نما سخن
سبطِ رسولؐ جا رہے ہیں ہم سے دور آپ
وعدہ کریں کہ آئیں گے کوفے ضرور آپ

بولے حسینؑ اے مرے غمخوار کوفیو
وعدہ کرو یہ تم بھی وفادار کوفیو
بھولو گے اپنے عہد نہ اقرار کوفیو
بھیجو جو میں سفیر طلبگار کوفیو
گلیوں میں بے وفائی کا نقشہ نہ کھینچنا
پاؤں میں رسی باندھ کے لاشہ نہ کھینچنا

آئیگا ایک روز یہاں میرا کارواں
ہونگی برہنہ سر سرِ بازار بی بیاں
بچوں کی گردنوں میں کسی ہونگی رسیاں
طوق میں جکڑا ہوگا مریضِ ایک ناتواں
نیزہ دلِ رسولِؐ خدا پر نہ مارنا
سر پہ کسی شہید کے پتھر نہ مارنا

خاموش ہو ظہورؔ مناسب ہے اختصار
غم سے ہیں روزہ دار و عزادار بیقرار
الفاظ تیر بن کے ہوتے ہیں دلوں سے پار
کل مومنوں کے حق میں دعا کر بانکسار
ہر قید اضطراب و الم سے رہائی ہو
سب دولتیں نصیب ہوں جائز کمائی ہو

مرثیہ

کہتے ہیں کہ جب شاہ کی رحلت کی شب آئی
یعنی شہِ مرداں کی شہادت کی شب آئی
روپوشیٔ خورشیدِ امامت کی شب آئی
پہلے ہی قیامت سے قیامت کی شب آئی
تھا حشر جو ماتم کدۂ شیرِ خدا میں
مولا کے موالی بھی تھے مشغول بکا میں

بند آپ کی آنکھیں تھیں جو شدت سے الم کی
مولا تھے کہ تصویر تھے ظلم اور ستم کی
ظاہر تھی علامت سفرِ ملکِ عدم کی
چہرے پہ نظر تھی حرم شاہِ امم کی
آثارِ یتیمی تھے جو معصوم دلوں پر
شمشیرِ الم چلتی تھی مغموم دلوں پر

تھے ضعف سے خاموش کہ غش تھا یدِ صفدرؑ
دل میں جو اٹھا درد تڑپنے لگے سرور
آہستہ یہ فرمایا کہاں ہیں مرے دلبر
ہے کوچ کی ساعت ہمیں رخصت کریں آ کر
ہے اپنی طلب محفلِ تسلیم و رضا میں
جانا ہے ہمیں خدمتِ محبوبِ خدا میں

روتے ہوئے فرزند بڑھے باپ کی جانب   فرمانے لگے پیار انھیں سیدِ غالب!
یاد آتے تھے جس لال کے مولاؑ کو مصائب   تسکین اسے دیتے تھے بالفاظِ مناسب
کہتے تھے جہاں خانۂ راحت نہیں پیارو
ایمان سے بہتر کوئی دولت نہیں پیارو
اسلام کی خدمت سے کبھی منہ نہ پھرانا   خوشنودیِ خالق کے لیے جان لڑانا
ممکن ہو تو دشمن کے بھی دل کو نہ دکھانا   جو تم کو ستاتا ہو اسے بھی نہ ستانا
مشہور زمانے میں ہو ایثار تمہارا
بے مثل ہو بے داغ ہو کردار تمہارا
جب مل چکے بیٹوں سے تو بیٹی کو بلایا   کلثومؑ و رقیہؑ کو کلیجے سے لگایا
زینبؑ کو جو گریاں اسداللہ نے پایا   بیتاب ہوئے رنج سے دل غم سے بھر آیا
حالت ہوئی تغیرِ پیغمبرؐ کے وحی کی
یوں روئے کہ بھرّا گئی آواز علیؑ کی
چومے کبھی بازو کبھی سر اور کلائی   گھبرا کے یہ کہنے لگی معصومہ کی جائی
بابا یہ حقیقت نہ سمجھ میں مری آئی   کیوں چومتے ہیں بازو مرے اے حق کے فدائی
فرمایا کہ چادر تیری لوٹیں گے ستمگر
ان بازوؤں میں رسیاں باندھیں گے ستمگر

دل تھام کے پھر بولے کہ زینبؑ جگر افگار   شبیرؑ ہے زہراؑ کی کمائی ہے خبردار
زینبؑ تجھے بلوے میں پھرائیں گے جفاکار   بیٹی میں تجھے دیکھ رہا ہوں سرِ بازار
ہر چند ترے ساتھ مری روح رہے گی
دروں سے تری پشت بھی مجروح رہیگی
پھر جعفرِ طیارؑ کے بیٹے کو بلا کر   شفقت سے یہ فرمانے لگے فاتحِ خیبر
عبداللہؑ اگر چھوڑے مدینہ مرا دلبر   زینبؑ کو بھی تم بھیجنا ہمراہِ برادر
شبیرؑ کے ہمراہ اگر جائیگی زینبؑ
بیووں کو مدینے میں تو لے آئیگی زینبؑ
یہ کلمۂ حسرت جو علیؑ نے کیا ارشاد   مصروف ہوئی گریہ و ماتم میں سب اولاد
مولاؑ نے اسی حال میں پوتے کو کیا یاد   فرمایا کہ لاؤ ہے کہاں سیدِ سجادؑ
سجادؑ مرا فخر ہے ہمنامِ علیؑ ہے
محبوسِ بلا قافلہ سالار یہی ہے
سجادؑ کو لپٹا چکے سینے سے جو مولاؑ   پنڈلی کو کلائی کو گلے کو کبھی چوما
فرمایا کہ سجادؑ سنو غور سے بیٹا   وقت آئیگا تم پر جو کسی پر بھی نہ آیا
بیٹا کبھی غصے کو قریب آنے نہ دینا
نقصان مگر دین کو پہنچانے نہ دینا

دیکھو میں علیؑ ہوں مری گردن بھی بندھی تھی　　اعدا نے کمر ظلم و تشدد پہ کسی تھی
ہنگام تھا ایک ایسا ایک ایسی بھی گھڑی تھی　　دادی بھی تمہاری سرِ دربار گئی تھی

آلام کی شدت سے نہ گھبرائیو پیارے
ماں بہنوں کو دربار میں لے جائیو پیارے

یہ کہہ کے جو غش ہو گئے سلطانِ دو عالم　　زینبؑ نے حسنؑ سے کہا رو رو کے بصد غم
دیکھو تو ذرا نبض کہ کچھ درد ہوا کم　　چلائے حسنؑ لٹ گئے برباد ہوئے ہم

دستارِ امامت مرے سر دھر گئے بابا
زینبؑ سوئے فردوس سفر کر گئے بابا

زینبؑ نے تڑپ کر کہا خالق کی دوہائی　　بابا سوئے فردوس گئے رہ گئی جائی
اب زرغۂ اعدا میں ہے زہراؑ کی کمائی　　ماہِ رمضان میں ہوئی بابا سے جدائی

دل ڈھونڈے گا بابا کو مگر دید نہ ہوگی
افسوس کہ اب اپنی کبھی عید نہ ہوگی

دنیا سے کیا کوچ جو سلطانِ جناں نے　　سر کھول دیا حضرتِ عباسؑ کی ماں نے
ماتم کیا مولاؑ کا جو ہر پیر و جواں نے　　عالم تہ و بالا کیا فریاد و فغاں نے

تھا ہوش سر و پا نہ گرفتار محسنؑ کو
غش آ گیا صدمے سے حسینؑ اور حسنؑ کو

ہر صاحبِ ماتم کا تھا صدمے سے بُرا حال　　کلثومؑ و رقیہؑ کا بتائے کوئی کیا حال
زینبؑ کا بیاں کیسے کریں اہلِ عزا حال　　عباسؑ سے بہنوں کا جو دیکھا نہ گیا حال

رو کر اسداللہ کے پاؤں پہ دھرے ہاتھ
غازی کو تصور میں نظر آئے کٹے ہاتھ

القصہ ہوا غسل و کفن شیرِ خدا کا　　تابوت میں رکھا گیا تن عقدہ کشا کا
سب نے کیا دیدارِ رخِ قبلہ نما کا　　تابوت اٹھا آپ شہِ صدق و صفا کا

ظاہر میں اٹھائے تھے پسر شاہِ نجف کو
تابوت رواں آپ تھا مدفن کی طرف کو

دفنا کے حسنؑ آ رہے تھے اپنے پدر کو　　رستے میں صدا آئی یہ زہراؑ کے پسر کو
محسن مرے کس طرح سنبھالوں میں جگر کو　　آتا نہیں اب کس لیے عاجز کی خبر کو

ہو بات جو مرضی کے خلاف اے مرے محسن
وہ میری خطا کر دے معاف اے مرے محسن

آواز پہ فرزندِ یداللہ جو پہنچے　　نابینا اپاہج کو تڑپتا ہوا پایا
احوال جو پوچھا تو وہ معذور یہ بولا　　آتا تھا عیادت کو مری عبدِ خدا کا

کچھ غم نہیں کھانا جو نہیں کھایا ہے بھائی
یہ تیسرا دن ہے وہ نہیں آیا ہے بھائی

شبرؑ نے کہا نام تھا کیا اس نے بتایا
وہ بولا کبھی نام بھی میں نے تو نہ پوچھا
کہتا تھا کہ خادم ہوں میں مخلوقِ خدا کا
ہاں رنگِ کلام اس سے بہت ملتا ہے تیرا
تیری بھی مدارات کا انداز وہی ہے
تو وہ تو نہیں۔ ہاں مگر آواز وہی ہے

رو کر کہا شبرؑ نے کہ اے بندۂ خالق
وہ باپ ہمارے تھے علیؑ مصحفِ ناطق
دشمن تھے بہت ان کے جو کفار و منافق
مسجد میں تھا سجدے میں وہ اللہ کا عاشق
ظالم نے کیا قتل انہیں تیغِ دودم سے
ہم بھی ہوئے محروم اب اس ابرِ کرم سے

دفنا کے ہم آتے ہیں اسی بحرِ عطا کو
یہ سن کے رہی تاب نہ معذور گدا کو
دینے لگا آواز یہ رو رو کے خدا کو
پہچان سکا میں نہ انیس الغربا کو
اس جرم پہ دوزخ سے بچا لے مجھے یارب
کیا لطف ہے جینے کا اٹھا لے مجھے یارب

مقبول دعا ہو گئی اس مردِ خدا کی
بس ہائے علیؑ منہ سے کہا۔ اور قضا کی
خاموش ظہور اب کہ یہ ساعت ہے بکا کی
ہے تجھ پہ بالطاف نظر آلِ عبا کی
دکھ مومنوں کے دور کئے جاتے ہیں مولاؑ
غم تیرے بھی کافور کئے جاتے ہیں مولاؑ

ولید نے جو نوشتہ یزید کا پایا
امامِ عصر کو وارالامارہ بلوایا
سوالِ بیعتِ فاجر زباں پہ جب لایا
جواب میں یہ شہنشاہِ دیں نے فرمایا
نہ کر ولید تقاضہ شتاب بیعت کا !
میں سب کے سامنے دوں گا جواب بیعت کا

یہ بات کہہ کے چلا گھر جو دلبرِ زہرا
کہا ولید سے مرواں نے وقت ہے اچھا
شہید کر دے کہ اس دم حسینؑ ہے تنہا
کہا امامؑ نے مردود بک رہا ہے کیا
علیؑ کا شیر ہوں دشمن یہ تجھ پہ حال نہیں
مجھے شہید کرے تو تری مجال نہیں

ہوئی بلند جو آوازِ شاہِ نیک اساس
عزیز آ گئے در سے امامِ عصر کے پاس
ادب شناس تھے بولے یہ حضرت عباسؑ
حضور کیا ہوا کیوں ہو رہے ہیں آپ اداس
جو حکم ہو ابھی گستاخ کو سزا دوں میں
زباں دراز کا نام و نشاں مٹا دوں میں

امامِ عصر پکارے خفا نہ ہو بھائی
سنو زمانے کی باتیں نہ کچھ کہو بھائی
جو مجھ سے پیار ہے رنج و الم سہو بھائی
خدا کی راہ میں ثابت قدم رہو بھائی
بڑھو نہ آگے جو ہے تم کو پاس بھائی کا
نہیں ہے وقت ابھی زور آزمائی کا

گھر اپنے شاہ غریب الدیار پہنچے جب
کھڑی تھیں در سے لگی انتظار میں زینبؑ
بلائیں لیکے برادر سے عرض کی بہ ادب
ذرا بتایئے تو کیوں کیا گیا تھا طلب

ہجوم غم ہے مری جان نکلی جاتی ہے
صدائے گریۂ بنتِ رسولؐ آتی ہے

پکارے سرورِ کونین کیا بتائیں بہن
نہ سن سکوگی اگر حالِ دل سنائیں بہن
یہ عزم ہے کہ وطن اپنا چھوڑ جائیں بہن
نہائیں خون میں بستی نئی بسائیں بہن

مطیعِ کفر ہو شیدائے دیں نہیں ممکن
درِ یزید پہ رکھوں جبیں نہیں ممکن

یہ کہہ کے حکم دیا اپنے جاں نثاروں کو
مدینہ چھوڑ دو۔ زادِ سفر درست کرو
اگر عزیز ہوں جانیں نہ میرے ساتھ چلو
سفر یہاں سے نہیں یہ جہان سے سمجھو

نہ آسکے گا جو ہمراہ میرے جائے گا
جو آئے گا خبرِ مرگ لیکر آئے گا

یہ سنکے خانۂ شہ میں ہوا بپا کہرام
درست کرنے لگے زادِ راہ خاص و عام
یہ حال دیکھ کے بولے امامِ عرش مقام
چلیں گے ساتھ جو میرے وہ سن لیں اپنے نام

رقم جو نام تھے پڑھکر سنا دیئے سبکو
دیا نہ اذن سفر کا جنابِ زینبؑ کو

ایک آہ بھر کے پکاری یہ بنتِ شیرِ اللہ
حسینؑ مجھ کو نہ ہمراہ لے چلوگے۔ آہ
بتاؤ تو مجھے زینبؑ سے کیا ہوا ہے گناہ
گلے لگا کے یہ بولے امامؑ عالی جاہ

بہن فقیہ ہو کس طرح جاؤگی گھر سے
ملا نہ اذن اگر تم کو اپنے شوہر سے

سمجھ کے مسئلۂ اذن۔ دخترِ حیدرؑ
ردا لپیٹ کے پہنچیں شتاب اپنے گھر
علیل و صاحبِ بستر تھے آپ کے شوہر
سلام کرکے یہ گویا ہوئیں بدیدۂ تر

مدینہ لٹتا ہے کچھ ہے تمہیں خبر صاحب
حسینؑ چھوڑ کے جاتے ہیں آج گھر صاحب

یہ سن کے کانپتے بستر سے اٹھے عبداللہ
زباں نہ کھل سکی دل کو قلق ہوا جانکاہ
سر اپنا پیٹ کے رونے لگے بااشک و آہ
کہا سنبھال کے قلب و زبانِ بحالِ تباہ

کروں میں کیا کہ نقاہت سے غیر حالت ہے
نہ ساتھ جانے کی مجھ کو بڑی ندامت ہے

تم اپنے بھائی کے ہمراہ جاؤ میں خوش ہوں
کرو نہ گریہ نہ آنسو بہاؤ میں خوش ہوں
خجل کرو نہ مجھے غم نہ کھاؤ میں خوش ہوں
امامؑ عصر کو جا کر سناؤ میں خوش ہوں

بتا کے حال سفارش یہ صاف کردینا
خطا غلام کی مولاؑ معاف کردینا

یہ سن کے چلنے کو تھیں بنتِ فاطمہؑ گھر سے | مگر ٹھہر گئیں ارشادِ ابنِ جعفرؑ سے
یہ دیکھا اٹھتے ہیں عبداللہؓ اپنے بستر سے | ہوئے ہیں طالبِ امداد بنتِ حیدرؑ سے

بکھر کے ہاتھ اٹھایا تو اضطراب میں تھے
وہاں گئے جہاں فرزند محوِ خواب میں تھے

جگا کے عونؑ و محمدؑ کو رو کے فرمایا | اٹھو اٹھو مرے شیرو جہاں میں حشر آیا
مدینہ چھوڑ رہا ہے بتولؑ کا جایا | مجھے تو ضعف و مرض نے ہے خون رلوایا

بجائے میرے رہو تم شہِ زماں کے ساتھ
اٹھو حسینؑ کی نصرت کو جاؤ ماں کے ساتھ

وہ کام کرنا کہیں سب کہ شیرِ نر ہو تم | ہنر میں جعفرِؑ طیار کے پسر ہو تم
نہالِ گلشنِ اسلام کے ثمر ہو تم | ضعیف باپ کی راتوں کے دو قمر ہو تم

نہ سمجھے کوئی، کسی دم، یہ بھوکے پیاسے ہیں
یہ شور ہوا اسداللہ کے نواسے ہیں

کہا یہ دخترِ زہراؑ سے پھر بچشمِ نم | خبر نہیں ہمیں کیا ہے خیالِ شاہِ امم
کہا ہے تم نے سفر ہے برائے ملکِ عدم | جو آئے وقت تو زینبؑ تمہیں خدا کی قسم

فدائے شہ ہو محمدؑ، تمہاری جانب سے
نثار عونؑ کو کرنا، ہماری جانب سے

چلیں یہ جنگ کو جس دم نہ تم بکا کرنا | خدا قبول کرے نذر یہ دعا کرنا
نہ دودھ بخشنے میں دیر اک ذرا کرنا | جو یہ شہید ہوں، تم شکرِ حق ادا کرنا

اٹھا کے لائیں جو شہ جاں بلب دلیروں کو
تو میری سمت سے بھی پیار کرنا شیروں کو

کرو جو پیار تو اس بات کا خیال رہے | جگر میں درد ہو، آنسو نہ آنکھ سے ٹپکے
تڑپتے دل کو دبا دینا صبر کی سِل سے | ہے ماں کو مامتا سے بیکلی، کوئی نہ کہے

یہ غل ہو صابرہ، مثلِ بتولؑ ہے زینبؑ
کبھی حسینؑ نہ سمجھیں ملول ہے زینبؑ

کیا سلام گئیں لیکر اپنے پیاروں کو | حسینؑ کر رہے تھے جمع غمگساروں کو
جو دیکھا شاہ نے ہمشیر کے دلاروں کو | گلے لگا لیا مہتاب نے ستاروں کو

ظہورؔ، غم سے کلیجہ فگار ہونے لگا
سوارِ دوشِ محمدؐ، سوار ہونے لگا

مرثیہ

جاتی ہے بہار آج مدینے کے چمن سے — ہے بغض لعینوں کو شہنشاہِ زمن سے
تنگ آئے ہیں شبیرؑ اب اعدا کے چلن سے — کرتے ہیں بیاباں کی طرف کوچ وطن سے
فرماتے ہیں یہ منزلِ آخر کا سفر ہے
مدفون مسافر ہوں کہاں کس کو خبر ہے

اب میں رہِ معبود میں گھر چھوڑ رہا ہوں — آرام گہہ خیرِ بشر چھوڑ رہا ہوں
صغراؑ کو بھی با دیدۂ تر چھوڑ رہا ہوں — ہر چند ہے بیمار مگر چھوڑ رہا ہوں
احباب کی فرقت کا قلق ساتھ ہے میرے
لیکن یہ مسرت ہے کہ حق ساتھ ہے میرے

فرمایا یہ رُخ کر کے سوئے قبرِ پیمبرؐ — نانا مجھے روضے سے چھڑاتے ہیں ستمگر
رہ رہ کے یہی سوچتا ہوں بادلِ مضطر — ایسا نہ ہو کٹ جائے مدینے میں مرا سر
خوں میرا مدینے میں جو بہہ جائیگا نانا
اس شہر کی توقیر میں فرق آئیگا نانا

پھر سوئے بقیعہ رخِ پر نور پھرایا — اشک آنکھوں سے بہنے لگے دل غم سے بھر آیا
مجرے کے لئے سر بہ ادب اپنا جھکایا — رو رو کے یہ خاتونِ قیامت کو سنایا
اماں ترا گھر ہوتا ہے برباد خبر لے
سر پیٹتی ہے زینبِ ناشاد خبر لے

اماں جسے تو نے تھا بڑے ناز سے پالا — اعدا نے اسے آج مصیبت میں ہے ڈالا
ہوتا ہے جدا تجھ سے ترا منّتوں والا — اب کون کرے گا ترے مدفن پہ اجالا
جنگل میں جو گھر جاؤں خبر لینے کو آنا
خنجر کے تلے گود میں سر لینے کو آنا

تھرا کے پھر آواز یہ دی روحِ حسنؑ کو — بھائی نہ بھلا دینا محبت کے چلن کو
جنگل سے چلا جاؤں جو میں نہر لبن کو — اعدا سے بچا لینا ذرا آ کے بہن کو
اماں نے بہت چومے ہیں ہمشیر کے بازو
باندھے نہ کوئی زینبؑ دلگیر کے بازو

سنکر یہ سخن کانپ گئی زینبِ مضطر — فرمایا یہ کیا کہہ رہے ہیں سبطِ پیمبرؐ
جرأت ہے کسی کی جو تشدد کرے مجھ پر — عباسؑ سا جرار ہے زینبؑ کا برادر
شہ بولے بہن اکبرؑ و عباسؑ نہ ہوں گے
اس وقت ترے شیر ترے پاس نہ ہونگے

عباسؑ گزر جائیں گے ہاتھ اپنے کٹا کر — ٹکڑے تنِ قاسمؑ کے پڑے ہونگے زمیں پر
چھد جائیگا برچھی کی انی سے دلِ اکبرؑ — اک تیر سے ہو جائیں گے بے جاں علی اصغرؑ
خوں عونؑ و محمدؑ کا بھی بہہ جائیگا بن میں
بس ایک بھتیجا ترا رہ جائیگا بن میں

غش ہوگا بھتیجا بھی ترا تپتی زمیں پر | ہوگا نہ کوئی دوست نہ ہمدرد نہ یاور
دوڑائیں گے گھوڑے مرے لاشے پہ ستمگر | جل جائیں گے خیمے تری لٹ جائیگی چادر

سر ننگے جو کھینچے گی مری لاش پہ زینبؑ
رونے بھی نہ پائے گی مری لاش پہ زینبؑ

بیتاب ہوئی غم سے یداللہ کی جائی | سر پیٹ کے فرمایا کہ خالق کی دوہائی
لٹ جائیگی پردیس میں اماں کی کمائی | جنگل میں بچھڑ جائینگے ہمشیر سے بھائی

معلوم ہوا کوچ جو فرماتے ہیں شبیرؑ
ویرانہ بسانے کے لیے جاتے ہیں شبیرؑ

خاموش ظہور اب کہ جگر کانپ رہا ہے | ہر دیدہ ور و اہلِ نظر کانپ رہا ہے
مولاؑ کا عزاخانہ یہ گھر کانپ رہا ہے | خورشید کو لرزہ ہے قمر کانپ رہا ہے

افلاک ہلائے جو یہاں اہلِ عزا نے
آزاد کیا ہے انہیں ہر غم سے خدا نے

مرثیہ

تری جناب میں ہے عرض اے خدائے ادب | ہمیشہ ساتھ رہے میرے رہنمائے ادب
مری نظر میں ہے۔ بابِ محل سرائے ادب | یہ آرزو ہے کہ پورا ہو اقتضائے ادب

ادب مجمع ہے یہ مومنین کی مجلس ہے
بیانِ عظمتِ اُم البنینؑ کی مجلس ہے

نصیب تھا انہیں ہر چند نام بنتِ نبیؐ | ملا تھا عہدۂ قائم مقامِ بنتِ نبیؐ
بنی رہیں یہ مگر خاکِ گامِ بنتِ نبیؐ | ہمیشہ دل سے کیا احترامِ بنتِ نبیؐ

علیؑ کے گھر میں سکونت پہ فخر کرتی تھیں
حسنؑ حسینؑ کی خدمت پہ فخر کرتی تھیں

جناب فاطمہؑ اُم البنینؑ نیک اساس | علیؑ کی خادمۂ خاص مادرِ عباسؑ
نہ دیکھ سکتی تھیں زہراؑ کی بیٹیوں کو اُداس | انہیں خبر نہ تھی کیا ہے ہراس کیا وسواس

علیؑ کے سائے میں حاصل سکوں تھا راحت تھی
اور اُن کے بعد تو ہر گام پر قیامت تھی

شہادتِ حسنؑ مجتبیٰ۔ قیامت تھی ۔ بنی اُمیہ کی جو تھی جفا۔ قیامت تھی
تڑپنے لگا دلِ صغرا وہ کیا۔ قیامت تھی ۔ روانگیٔ شہِ کربلا۔ قیامت تھی

سوار فاطمہؑ کی بیٹیاں جو ہوتی تھیں
کلیجے پھٹتے تھے۔ اُمّ البنینؑ روتی تھیں

چلا مدینے سے جب کاروانِ عشقِ خدا ۔ امامِ عصر نے یہ درد ناک نوحہ سُنا
خدا کے واسطے ٹھہرو حسینؑ ایک ذرا ۔ مکان دیکھ کے خالی۔ بھر آیا دل میرا

جدھر کا قصد ہے اے سبطِ مصطفیٰؐ جاؤ
پھر ایک بار مجھے صورتیں دکھا جاؤ

ٹھہر گئے یہ صدا سن کے شاہِ نیک اساس ۔ یہ دیکھا لاتی ہیں تشریف مادرِ عباسؑ
بڑھے امامؑ بھی ان کی طرف بحسرت و یاس ۔ گلے لگا لیا مخدومہ نے پہنچ کر پاس

کہا امامؑ نے پیکر ہیں آپ اُلفت کا
بتایئے سبب اس آمد و عنایت کا

دیا جواب یہ مخدومہ نے بدرد و یاس ۔ ہوا ہے پیدا مرے دل میں ایک یہ وسواس
نہ بیوفائی کرے آپ سے کہیں عباسؑ ۔ نہ بھول جائے ادب یہ غلامِ قدر شناس

اے علیؑ کی وصیت سنانے آئی ہوں
اور اپنے پالنے کا حق جتانے آئی ہوں

قدم پہ گر کے یہ عباسؑ نے کہا باادب ۔ جناب آپ کا ہے بے سبب یہ رنج و تعب
رہوں گا خدمتِ مولا میں میں روز و شب ۔ حسد کریں گی وفا پر مری وفائیں سب

ادا کروں گا جو حق آپ کا ہے اے اماں
مری رگوں میں لہو باپ کا ہے اے اماں

نہ ہونے دے گا شکایت آپ کو کبھی یہ غلام ۔ خلافِ مرضیٔ مولا نہ ہوگا کوئی کام
نگاہِ بنتِ نبیؐ میں بلند ہوگا مقام ۔ ادب کے ساتھ زبانوں پہ ہوگا آپ کا نام

پلٹ کر آ گیا تو خوب پیار کیجئے گا
نہ آ سکا تو مجھے دودھ بخش دیجئے گا

یہ سُن کے شاد ہوئیں زوجۂ امیرِ نجف ۔ ہوئے امامؑ رواں دشتِ کربلا کی طرف
جو پہنچا منزلِ مقصد پہ فاطمہؑ کا خلف ۔ تو خاک و خون میں ڈوبی ہر آیتِ مصحف

کسی کو درّے کسی کو طمانچے مارتے تھے
لعین بی بیوں کی چادریں اُتارتے تھے

اسیر ہو کے گئے کوفہ و دمشق حرم ۔ قدم قدم پہ اُٹھاتے رہے الم پہ الم
یزیدِ نحس کے زنداں میں سہکے ظلم و ستم ۔ مزارِ شاہِ اُمم پر گئے سپیٹے ماتم

فگار کر چکے جب تین روز سینے کو
اُڑاتے خاک سروں پر چلے مدینے کو

قریب شہر پہنچ کر ٹھہر گئے سجاد | کہا بشیر سے رکھے خدا ترا دل شاد
مدینے والوں کو جا کر سنا دے یہ روداد | تباہ حال و پریشاں رسول کی اولاد

رسن کے بند سے کھلوا کے ہاتھ آئی ہے
سفر سے زینبؑ و عابدؑ کے ساتھ آئی ہے

بشیر نے جو مدینے میں جا کے دی یہ صدا | مدینے والو مدینہ نہ جائے امن رہا
شہید ہو گیا سبطِ رسولؐ ۔ واویلا | بلند ہو گیا ہر سمت شورِ آہ و بکا

گھروں سے بی بیاں زار و حزیں نکل آئیں
عصا سنبھال کے اُم البنین نکل آئیں

بشیر دیکھ کے اُم البنینؑ کو غم سے نڈھال | کسی سے پوچھ رہا تھا یہ کون ہے بے حال
محمدِ حنفیہ بغرطِ غیظ و جلال | لرز کے بولے بشیر اپنی تو زبان سنبھال

کیا کلام تو ہو گا زباں کے ساتھ قلم
اُٹھائی انگلی تو کر دوں گا تیرا ہاتھ قلم

تعارف ان کا اگر چاہتا ہے سن مجھ سے | تمام ہاشمی جھکتے ہیں سامنے اُن کے
خدا نے مرتبے ایسے بلند اُن کو دیئے | جنابِ فاطمہؑ زہرا کے اقتدار ملے

عظیم پیکرِ احساس ہیں یہ مخدومہ
بشیر۔ مادرِ عباسؑ ہیں یہ مخدومہ

کہا بشیر نے عباسؑ ۔ عاشقِ شبیرؑ | سکونِ قلبِ حرم ۔ قوتِ دلِ ہمشیر
بچا رہا تھا سکینہؑ کی مشک وہ دلگیر | کٹے جو ہاتھ ۔ لگا سر پہ گرز ۔ آنکھ پہ تیر

شہید ایسا نہ کوئی کبھی کہیں پہ گرا
علم کے ساتھ علمدار بھی زمیں پہ گرا

پکاریں مادرِ عباسؑ ۔ مرحبا عباسؑ | جو وعدہ کر کے گیا تھا وہ کر گیا عباسؑ
بلند مرتبہ تو نے مرا کیا عباسؑ | میں دودھ بخشتی ہوں تجھ کو مرتضےٰ عباسؑ

مگر میں تیرے الم میں نہ جان کھوؤں گی
غمِ حسینؑ میں روؤں گی جب بھی روؤنگی

ادا کیا جو علمدار نے وفا کا حق | کمر حسینؑ کی خم ہو گئی بفرطِ قلق
ظہورؔ ۔ روک قلم ، ہو گیا کلیجہ شق | دعا یہ مانگ اُٹھا کر کتابِ غم کے ورق

پسند مرثیہ اُم البنین فرما لیں
زیارتوں کے لئے جلد تجھ کو بلوا لیں

مرثیہ

مسلمؑ بن عقیل ۔ یقیناً عقیل تھے | مسلمؑ علیؑ کے طالبوں میں بے مدیل تھے
مسلمؑ محمدِ عربی کے وکیل تھے | مسلمؑ وجودِ ذاتِ خدا کی دلیل تھے

مسلمؑ بلند مرتبہ ۔ عالی مقام تھے
مسلمؑ رسولِ وقت ۔ بحکم امامؑ تھے

مسلمؑ ۔ امیرِ قافلۂ انتخاب تھے | مسلمؑ سفیرِ مملکتِ بوترابؑ تھے
مسلمؑ مشیرِ عالمِ علمِ کتاب تھے | مسلمؑ وزیرِ سبطِ رسالتمآبؐ تھے

مسلمؑ کا نام ثبت ہے تاریخِ دہر پر
مسلمؑ کا راج اب بھی ہے کوفے کے شہر پر

کوفے میں داخلہ ہے سفیرِ امامؑ کا | تعظیم سے خمیدہ ہے سر خاص و عام کا
گھر گھر میں غلغلہ ہے درود و سلام کا | جو شخص ہے مجسمہ ہے احترام کا

بیعت کا قصد ہے جو امامؑ عرب کے ساتھ
مسلمؑ کے ہاتھ چومتے ہیں سب ادب کے ساتھ

جاسوس نے یہ شام کے حاکم کو دی خبر | مخمور تو شرابِ تکبر میں ہے ادھر
مسلمؑ جو ہے برادرِ شبیرؑ نامور | بیعت ہر اہلِ کوفہ نے کی اس کے ہاتھ پر

کر جلد تو رسولؐ کی عترت کا خاتمہ
ورنہ سمجھ لے اپنی حکومت کا خاتمہ

سن کر یزید نے سخن بد نہاد کو | حاکم بنایا کوفے کا ابنِ زیاد کو
فرماں لکھا کہ جلد مٹا اس فساد کو | یک لخت محو کیجو حق العباد کو

بیعت شکن کا جرم نہ ہرگز معاف ہو
میداں مرے مخالفوں سے جلد صاف ہو

ابنِ زیاد ۔ کوفے میں پہنچا بہ مکر و شر | ہلچل مچائی شہر میں ایسی کہ الحذر
تیغِ جفا سے کٹنے لگے مومنوں کے سر | ایماں فروش جھکنے لگے اس کے پاؤں پر

ایسا کبھی انقلاب کم آیا ہے دہر میں
لاکھوں مطیع جن کے تھے تنہا تھے شہر میں

حضرت سے بولنا کوئی کرتا نہ تھا پسند | آتا تھا پاس کوئی تو آمادۂ گزند
جس گھر پہ جاتے ملتا تھا دروازہ اس کا بند | پھرتے تھے چار سمت اڑاتے ہوئے سمند

ڈر تھا جو اپنی جان کا ہر میزبان کو
دیتا نہ تھا پناہ کوئی مہمان کو

تھی طوعہؓ نام ایک زنِ پیر دیندار | حضرت کو دیکھ کر جو ہوا قلب بیقرار
دروازہ گھر کا کھول کے باچشمِ اشکبار | بولی بصد ادب یہ کنیز آپ پر نثار

تشریف خادمہ کے یہاں لائیے جناب
کچھ دن قیام اس جگہ فرمائیے جناب

وہ رات کی جناب نے طوعہؓ کے گھر بسر | طوعہؓ کے زیرِ پرست پسر نے بہ کرو شر
ابنِ زیاد فاسق و فاجر کو دی خبر | مسلمؑ بنِ عقیل ہیں موجود میرے گھر

اپنی مخالفت کا نہ الزام دے مجھے
ان کو اسیر کر لے اور انعام دے مجھے

طوعہؓ کے گھر لعیں کے رسالے پہنچ گئے | محصور کرنے ماہ کو ہالے پہنچ گئے
لے کر سوار برچھیاں بھالے پہنچ گئے | اشرف کو قید کرنے رذالے پہنچ گئے

چھوڑا جو دشمنوں نے لحاظ و تمیز کو
آیا جلال شیرِ خدا کے عزیز کو

تلوار کھینچ کر نکل آئے مکان سے | آگاہ کر کے دشمنوں کو اپنی شان سے
سمجھایا پہلے خوب مدلل بیان سے | آئے نہ باز وہ تو عجب آن بان سے

آگے بڑھے کہ حشر کا سامان کر دیا
جو حملہ ور ہوا اُسے بیجان کر دیا

جب کوفیوں نے کوفے میں مسلمؑ سے کی دغا | تنہا کے گرد حلقۂ اہلِ جفا ہوا
حملہ منافقوں نے جو اسلام پر کیا | مسلمؑ نے یا حسینؑ کہا یا علیؑ کہا

لڑتے چلے جو لشکرِ ابنِ زیاد سے
ثابت دفاعِ دینِ خدا تھا جہاد سے

تنہا کی جنگ دشمنوں کے دل ہلا گئی | پندرہ سو سورماؤں جوانوں کو کھا گئی
ابنِ زیاد کو جو مدد کی صدا گئی | چہرے پہ روسیاہ کے زردی سی چھا گئی

بولا چلاؤ تیغ نہ ہاشمؑ کے شیر پر
مکر و دغا کے وار کرو اِس دلیر پر

آمادہ مکر پر ہوئے مکار و نابکار | کوٹھوں سے پھینکنے لگے پتھر ستم شعار
کرتے تھے دور دور سے تیغ و تیر کے وار | انگارے مارتے تھے کہیں چھپ کر اہلِ نار

کھا کھا کے زخم نادِ علیؑ پڑھتے جاتے تھے
مسلمؑ جہاد کرتے ہوئے بڑھتے جاتے تھے

کھائی بنائی کوفیوں نے اک مقام پر | ایسا چھپا دیا تھا کہ آتی نہ تھی نظر
پسپا اسی طرف ہوئے مکار اہلِ شر | مسلمؑ بڑھے جو لڑتے ہوئے مثلِ شیرِ نر

ظاہر نشانِ مکر و دغا تھا نہ راہ میں
یوسفؑ کی طرح گر گئے مسلم بھی چاہ میں

گرتے ہی ان پہ کرنے لگے بدشعار وار | افسوس ایک جسمِ حزیں پر ہزار وار
مظلوم پر جو ہوتے تھے بار بار وار | غش آگیا ہے نہ گئے بے شمار وار

دشمن تھے گرد۔ چاہنے والے نہ تھے قریب
ہو کر قریب گود کے پالے نہ تھے قریب

حاکم کے پاس لے گئے دشمن اسیر کو | بولے کرو سلام ہمارے امیر کو
مسلمؑ نے چشمِ غیظ سے دیکھا شریر کو | فرمایا کیوں سلام کروں اس حقیر کو

جو ہے امیرِ عصر اسی پر مرا سلام
مولا حسینؑ ابنِ علیؑ پر مرا سلام

پاتے ہی حکم حاکمِ بدکار و بدعمل | بالائے بام لے گئے حضرت کو چندیل
چھت سے زمیں پہ پھینک دیا آہ سر کے بل | پہنچے ادھر زمیں پہ ادھر آگئی اجل

سر نذر کرکے ابنِ زیاد شریر کو
ملعون کھینچتے پھرتے لاشِ سفیر کو

کوفے کے در پہ لٹکی رہی مدتوں وہ لاش | رکھتے تھے بغض آلِ نبیؐ سے جو بدقماش
مسلمؑ کے لاڈلوں کو بھی کرنے لگے تلاش | خاموش ہو ظہور۔ کلیجہ ہے پاش پاش

کر عرض رب سے دے کے پیمبرؐ کا واسطہ
غم برطرف ہوں مالکِ کوثر کا واسطہ

عالمِ علمِ تواریخ پہ کرتے ہیں بیاں | دشتِ غربت میں فروکش تھے امامِ دوجہاں
تھی ماہِ محرم ہوئی صحرا میں عیاں | محوِ تسبیح و تلاوت ہوئے سب پیر و جواں

سجدۂ شکر ادا کرکے نمازی اٹھے
یا علیؑ کہتے ہوئے صفدر و غازی اٹھے

فوجِ اعدا سے تصادم کا جو اندیشہ تھا | اسلحہ اپنے سنبھالے ہوئے تھے اہلِ وفا
دفعتاً فوجِ حسینؑ میں سب نے دیکھا | خیمے سے سیدِ سجادؑ ہوئے جلوہ نما

سر پہ ہے خود تو سینے پہ زرہ تانے ہیں !!
موزے پاؤں میں ہیں اور ہاتھوں میں دستانے ہیں

اپنے گھوڑے پہ چڑھے پھرنے لگے گردِ خیام | دوپہر ہوگئی آیا نہ خیالِ آرام
دھوپ سے جلنے لگے جوشن و بکتر وہ تمام | جوشِ جرأت سے تھے سرشار امامؑ ابنِ امامؑ

تھی تمنا کہ حسینؑ اذنِ عطا فرمائیں
حرب عابدؑ سے زمانے کو علیؑ یاد آئیں

دیکھا شبیرؑ نے بیٹے کا جو یہ شوقِ جہاد | پیار سے پاس بلا کر کہا بیٹا سجادؑ
کیوں جلال آیا ہوا ہے تمہیں اے نیک نہاد | سایہ میں بیٹھ کے دم لو کرو اللہ کو یاد

آتشِ غیظ و غضب حد سے نہ بڑھ جائے کہیں
دھوپ ہے سخت لگے لو نہ بخار آئے کہیں

عرض فرزند نے کی فکر نہ فرمائیں حضور
میری کوشش ہے کہ دشمن رہیں خیموں سے دور
شہ نے فرمایا بہت خوب مرے دل کے سرور
ہم کو منظور ہے پیارے جو تمہیں ہے منظور

دشمنوں سے تمہیں منظور وغا ہے بیٹا
آہ کچھ اور ہی منظورِ خدا ہے بیٹا

اسداللہ کی تلوار کے وارث تم ہو
قوتِ حیدرِ کرار کے وارث تم ہو
عترتِ احمدِ مختار کے وارث تم ہو
میرے اجڑے ہوئے گلزار کے وارث تم ہو

کیا بتاؤں تمہیں کیا کام تمہیں کرنا ہے
کربلا سے سفرِ شام تمہیں کرنا ہے

سنا فرزند نے جس دم یہ پدر کا ارشاد
اترے گھوڑے سے اسی وقت جنابِ سجادؑ
سخت گرمی سے جو پھنکتا تھا بدن پر فولاد
کہا خادم سے زرہ دور کرا اے نیک نہاد

تشنگی نے تو کلیجے کو جلا رکھا ہے
دھوپ نے جسم کو بھی آگ بنا رکھا ہے

دھوپ اور پیاس سے خادم کے نہ تھے ہوش بجا
کر سکا وہ نہ زرہ سینۂ عابدؑ سے جدا
کہا جھنجھلا کے یہ سجادؑ نے اچھا ہٹ جا
انگلیاں ڈال کے حلقوں میں جو جھٹکا مارا

دور ایک آن میں وہ آہنی پوشاک ہوئی
پارچے کی طرح لوہے کی زرہ چاک ہوئی

حال یہ دیکھ رہی تھی کوئی شامی عورت
بولی حیرت سے جواں ہے کہ خدا کی قدرت
بھوک میں پیاس میں یہ حوصلہ ہے یہ ہمت
ہاشمی شیر کے ہاتھوں میں ہے ایسی طاقت

لگ گئی اس زنِ شامی کی نظر عابدؑ کو
یوں بخار آیا رہی کچھ نہ خبر عابدؑ کو

تپ سے بیتاب و تواں عابدِ بیمار ہوئے
غفلت و ضعف بڑھے ایسے کہ ہل بھی نہ سکے
شبِ عاشور کو سجادؑ جو غش سے جاگے
کہا زینبؑ سے پھوپھی جان بتاؤ تو مجھے

کیا ہوا آج یہ بدلی ہیں فضائیں کیسی
آ رہی ہیں مرے کانوں میں صدائیں کیسی

کہا زینبؑ نے کہ کیا پوچھتے ہو اے دلدار
بھائی کو چھوڑ کے کچھ لوگوں نے لی راہِ فرار
کچھ ہوئے قتل ہیں موجود جو باقی انصار
ان کو لے آئے ہیں نزدیک امامِ ابرار

لو لگائے ہوئے اللہ سے غازی سارے
محوِ تسبیح ہیں اس دم وہ نمازی سارے

ہو کے رنجیدہ پھوپھی سے کیا عابدؑ نے کلام
کہلوا دیجئے بابا کو ذرا میرا سلام
دیا شبیرؑ کو فضہؓ نے جو عابدؑ کا پیام
آئے فرزند کے خیمے میں شہِ عرش مقام

پوچھا کیا حال ہے تپ کم کہ سوا ہے بیٹا
ہاں سنائیں ہمیں کیوں یاد کیا ہے بیٹا

دستِ بستہ کہا سجادؑ نے اے سبطِ نبیؑ　　آرہی ہیں میرے کانوں میں صدائیں جنکی
ان کو آوازِ حرم بھی یونہی جاتی ہوگی　　چاہتا ہوں کہ ہٹالیں وہ خیام اپنے ابھی

اہلبیتِ نبوی ان کی نہ گفتار سنیں
میری ماں بہنوں کی آواز نہ انصار سنیں

چوم کر پیار سے شبیرؑ نے ہاتھ اور گلا　　اشک برساتے ہوئے لال سے اپنے یہ کہا
ختم ہے رات سحر ہونے میں اب دیر ہے کیا　　ان کو اس وقت تو رہنے دو یونہی اے بیٹا

آج اچھا نہیں پیاسوں کی ستانا پیارے
کل جہاں چاہو وہاں خیمے لگانا پیارے

کہا شبیرؑ سے سجاد نے رو کر باادب　　میں سمجھ ہی نہ سکا آپ کا کیا ہے مطلب
کیوں چلے جائیں گے کل آپ اور انصار یہ سب　　کہا مولاؑ نے سنو غور سے اے پیارے اب

مہلت اس رات کی لے لی ہے عبادت کیلئے
دن ہے عاشور کا ہم سب کی شہادت کیلئے

صبح سے ظہر تک انصار کے سر ہونگے قلم　　عصر کے وقت تہہِ تیغِ ستم ہونگے ہم
اور پھر لاشیں بھی ہو جائیں گی پامالِ ستم　　خیمے جل جائیں گے لٹ جائینگے سب اہلِ حرم

کل جو شام آئے گی وہ شام قیامت ہوگی
تم کو صرف ایک ہی خیمے کی ضرورت ہوگی

غش ہوئے سیدِ سجادؑ سنا جب یہ بیاں　　اہلبیتِ نبوی کرنے لگے آہ و فغاں
آبدیدہ ہوئے انصارِ امامؑ دوجہاں　　کیا ظہور ابن علیؑ سے کہ نہ کون و مکاں

رونے والوں پہ عنایت کی نظر ہو جائے
جلد اب شامِ مصیبت کی سحر ہو جائے

مرثیہ

لکھا ہے جب آئی شبِ عاشورِ محرم   مصروفِ عبادت ہوئے سلطانِ دو عالم
تعقیبِ عشا پڑھ چکے جب سیدِ اکرم   فرمایا کہ ہوں جمع مرے مونس و ہمدم
دھوکے میں نہ رہ جائے کوئی صاف سنا دوں
جو صبح کو ہونا ہے اسی وقت بتا دوں

ملتے ہی خبر جمع ہوئے شہ کے یگانے   احباب و اعزہ سے کہا شاہِ ہدا نے
مہلت ہمیں اس رات کی دی ہے جو قضا نے   ہے وقت چلے جاؤ کہیں جان بچانے
کل صبح جو ہوگا یہاں زندہ نہ بچے گا
حد یہ ہے کہ ششماہے کا بھی حلق چھدے گا

ہے فوجِ یزیدی کو فقط مجھ سے عداوت   خود صبح کو ہو جاؤں گا قربانِ شریعت
کیوں میرے طرفداروں پہ آئے کوئی آفت   تم سب کے سروں سے میں اٹھا لیتا ہوں بیعت
یہ کوئی نہ سمجھے کہ جدا کرتا ہے شبیرؑ
حق ہے جو محبت کا ادا کرتا ہے شبیرؑ

سن کر یہ سخن کانپ گئے شاہ کے یاور   منہ پیٹ لیے فرش سے ٹکرانے لگے سر
عرض یہ کیا حکم دیا اے شہِ صفدر   کیا ہو گیا شک آپ کو ہم سب کی وفا پر
ممکن نہیں خادم شہِ والا سے جدا ہوں
سو بار جو زندہ ہوں تو حضرت پہ فدا ہوں

کس طرح توقع ہوئی یہ اہلِ وفا سے   پھر جائیں گے ہم جانِ رسولِ دوسرا سے
آتی ہے اگر موت تو آ جائے بلا سے   کیا زندگی کے واسطے پھر جائیں خدا سے
اچھا ہے جو کل صبح نہ ہم زندہ رہیں گے
اللہ و نبیؐ سے تو نہ شرمندہ رہیں گے

شہ بولے کہ ہرگز یہ سخن لب پہ نہ لاؤ   ہے حکمِ خدا جان مصیبت سے بچاؤ
تاخیر مناسب نہیں جلدی چلے جاؤ   واللہ میں ناراض نہیں دل نہ کڑھاؤ
خواہش اور بھی کرنا ہے اگر ابنِ علیؑ کو
پہنچا دو مدینے حرمِ سبطِ نبیؐ کو

یہ بات سنی حضرتِ زینبؑ نے قضا را   وہ غم ہوا دل کو نہ رہا ضبط کا یارا
گھبرا کے پسِ پردہ سے حضرت کو پکارا   بھیا ذرا آ جائیے خیمے میں خدا را
یہ ہو نہیں سکتا کہ تمہیں چھوڑ کے گھر جائیں
کہیے تو گلا کاٹ کے تلوار سے مر جائیں

سن کر یہ سخن کانپ گئے حضرتِ شبیرؑ   فرمایا میں آتا ہوں ابھی اے مری ہمشیر
پہنچے تو بہن کرنے لگی رو کے یہ تقریر   کیوں بھیجتے ہیں گھر ہمیں کیا ہو گئی تقصیر
قابو میں بہن کا دل ناشاد نہیں ہے
کیا ماں کی وصیت بھی تمہیں یاد نہیں ہے

شہ بولے بہن یاد ہے اماں کی وصیت — کس طرح گوارا کرے بھائی کی جنت
تم ایسی بہن پر ہو اسیری کی مصیبت — یثرب کو چلی جاؤ ذرا کم کرو الفت
میں صابر و شاکر ہوں غم و رنج سہونگا
تم چین میں ہوگی تو نہ بے چین رہونگا

کل صبح یہ منظر تمہیں شاید نظر آئے — خنجر مرے حلقوم پہ جلاد پھرائے
سر کٹتے جو دیکھو تو تمہیں تاب نہ آئے — تم گھر سے نکل آؤ قلق مجھ کو رلائے
اس وقت وطن کو جو چلی جاؤگی زینبؑ
بھائی کو تہہِ تیغ نہ تڑپاؤگی زینبؑ

اس بات سے دل خواہرِ شبیرؑ کا تڑپا — حسرت بھری نظروں سے رخِ شاہ کو دیکھا
فرمایا کہ دل جانچتے ہیں آپ بہن کا — ملبوس کلائی سے ہٹا کر یہ سنایا
شبیرؑ ہے فرزند اگر عقدہ کشا کا
زینبؑ کی رگوں میں بھی ہے خوں شیرِ خدا کا

جو رب اگر تم کو ہے اسلام برادر — تیار ہے ہمشیر بھی مرمٹنے کو حق پہ
کل ہونے دو وقت آنے دو اے جانِ پیمبرؐ — کھل جائینگے خود خلق پہ زینبؑ کے بھی جوہر
دنیا کا کوئی غم مجھے تڑپا نہیں سکتا
واللہ مرے صبر میں فرق آ نہیں سکتا

سنکر یہ سخن روئے بہت سرورِ دلگیر — فرمایا کہ خاموش خدا کے لیے ہمشیر
مٹ جاتی ہے تدبیر سے تقدیر کی تحریر — جو چاہتی ہو تم ہے وہی مرضیٔ شبیرؑ
سچ کہتی ہو ہمشیر بڑا کام کروگی
تم بخششِ امت کا سرانجام کروگی

پھر محوِ عبادت میں ہوئے سیدِ ابرار — سجدے میں یہ معبود سے کہتے تھے بتکرار
امت ہو بری نار سقر سے مرے غفار — اللہ سے کہہ تو بھی ظہورِ جگر افگار
غم دور ہوں بنتِ شہِ ذیشاں کا تصدق
عصیاں ہوں بحل شاہِ شہیداں کا تصدق

مرثیہ

پھر زمانے میں ہوئی بارشِ انوارِ حسینؑ — پھر ہوئے مجمعِ عشاق میں اذکارِ حسینؑ
پھر سیہ پوش نظر آئے عزادارِ حسینؑ — پھر ہوئی مجلسوں میں آمدِ سرکارِ حسینؑ
کوئی آباد بلندی پہ ہو یا پستی میں
دھوم ہے ماتمِ شبیرؑ کی ہر بستی میں

مائلِ گریہ طبیعت ہے عزاداروں کی — بزم ہے حق و صداقت کے پرستاروں کی
ہے تمنا یہی جنت کے طلبگاروں کی — یاد تازہ یہ کریں فاطمہؑ کے پیاروں کی
حسنِ سیرت کے بھی ایثار کے اذکار بھی ہوں
ذکرِ شبیرؑ میں انصار کے اذکار بھی ہوں

اپنی مثل آپ تھے انصارِ حسینیؑ بے شک — تھے سب اشراف ادا کر کے گئے حقِ نمک
اب بھی پھولوں میں جو باقی ہے انہیں کی مہک — ماہ و انجم کی طرح نام ہیں روشن اب تک
پہلے ان سب سے جو آمادۂ جانبازی تھا
شمعِ ایماں کا وہ پروانہ حرؑ غازی تھا

پیاس میں حضرتِ شبیرؑ سے پانی پی کر — حرؑ کا دل کہتا تھا محسن سے نہ غداری کر
ہاتھ کیا آئے گا دنیا میں کوئی دن جی کر — توبہ کر جرم سے ایماں کی طرفداری کر
وقت ہے دامنِ مولاؑ میں اماں لے جلدی
دے کے سر گلشنِ جنت میں مکاں لے جلدی

شب عاشور عجب کرب میں کی تھی جو بسر — صبحدم حرؑ نے کہا بھائی ذرا آؤ ادھر
لے کے ہمراہ غلام اور پسر کو صفدر — سب سے بولا کہ ہے کچھ میرے ارادے کی خبر
ہٹ کے اس فوج کے دوزخ سے لگے ہاتھ چلو
تم کو چلنا ہے تو جنت میں میرے ساتھ چلو

یک زباں سب نے کہا خلد ہے درکار ہمیں — آپ کے حکم سے مطلق نہیں انکار ہمیں
حرؑ یہ بولا کہ جہاں دیکھا وہ مختار ہمیں — جس کا سر کاٹنے کو کہتے ہیں سردار ہمیں
آؤ چلتے ہیں ادھر مثلِ صبا پہنچیں گے
چوم کر اس کے قدم خلد میں جا پہنچیں گے

گئے شبیرؑ کے نزدیک جو چاروں ضیغم — بولے عباسؑ وہیں روک لو سب اپنے قدم
اٹھ کے کرسی سے یہ فرمانے لگے شاہِ امم — آنے دو منتظر ان کے تو سحر سے ہیں ہم
اب مخالف نہیں ایمان کے شیدائی ہیں
میرے مہمان ہیں بھائی یہ میرے بھائی ہیں

چوم کر حضرتِ شبیرؑ کے چاروں نے قدم — عرض کی عفو کریں ہم کو شہنشاہِ امم
بولے مولاؑ کہ تمہیں بخش چکے کب کے ہم — سندِ کوثر و تسنیم و گلستانِ ارم
بولا حرؑ آپ کی بخشش سے نہیں شک دل میں
لیکن اک بات کھٹکتی ہے ابھی تک دل میں

پوچھا مولاؑ نے وہ کیا بات ہے اے خوش انجام | باندھ کر ہاتھ کہا حُرؑ نے کہ اے عرش مقام
میں نے جب آپ کے گھوڑے کی پکڑلی تھی لگام | غم و غصے سے کیا تھا کسی بی بی نے کلام

گونجتی ہے مرے کانوں میں وہ آواز اب تک
دل بہ ملنے گا وہ مخدومہ نہ بخشیں جب تک

دفعتاً خیمے سے فضہؓ کی یہ آواز آئی | حُرؑ تجھے خوشخبری دیتی ہے یہ دکھ پائی
تو جو شبیرؑ کی امداد کو آیا بھائی | تیرے احساں سے ہے محبوب علیؑ کی جائی

کہوں کس منہ سے نبیؐ زادیاں کیا کہتی ہیں
بیٹیاں فاطمہؑ کی تجھکو دعا کہتی ہیں

یہ بھی فرما رہی ہیں بنتِ علیؑ الاعلےٰ | ہو سکی تیری تواضع نہ کھلایا کھانا
ہم سے مہمان کو پانی بھی پلایا نہ گیا | جاکے جنت میں بزرگوں سے نہ شکوہ کرنا

قدر سے دیکھیں گے جنت میں پیمبرؐ تجھ کو
سیر فرمائیں گے خود ساقیؑ کوثر تجھ کو

حرؑ نے سر پیٹ لیا اور کہا ہائے غضب | کس مصیبت میں ہے ناموسِ شہنشاہِ عرب
جن کے دروازے پہ جبریلؑ بھی آتے باادب | وہ دعا دے رہی ہیں اپنے غلاموں کو اب

گر کے شبیرؑ کے قدموں پہ کہا۔ یا مولاؑ
لطف اب کوئی نہ جینے کا رہا۔ یا مولاؑ

دیجئے حکم کہ دنیا سے چلا جاؤں میں | حسرت آمیز پیامات نہ سن پاؤں میں
آپ کا بندۂ بے دام بھی کہلاؤں میں | کفر سے لڑکے مروں دین کے کام آؤں میں

میری اس حرب کا غل کوفے سے تا شام رہے
ناصروں میں سرِ فہرست مرا نام رہے

اذن پانا تھا کہ غازی سوئے کفار چلا | پہلے فرزند کو پھر بھائی کو لڑنے بھیجا
وہ ہوئے قتل تو خادم کو دیا اذنِ دغا | دیکھا خادم کو تڑپتا تو لڑا خود ایسا

واہ کیا حرب ہے انصار صدا دینے لگے
خود حسینؑ ابنِ علیؑ دادِ وغا دینے لگے

تن تنہا سے جو لڑتے تھے ستمگار ہزار | چُور زخموں سے ہوا جسمِ جری آخر کار
ہو کے مجبور گرا پشتِ فرس سے جرار | دوڑے نصرت کیلئے سبطِ نبیؐ کے انصار

پیچھے سب رہ گئے آگے شہِ والا پہنچے
حرؑ کے لاشے پہ حسینؑ ابنِ علیؑ جا پہنچے

خاک پر بیٹھ گئے حرؑ کے سرہانے سرور | گود میں رکھ لیا شبیرؑ نے مہمان کا سر
لاتے ان سب کو اٹھا کر جو شہِ جن و بشر | ہو گیا خیمۂ فرزندِ نبیؐ میں محشر

حرؑ کی قربانیوں پر یوں شہِ صفدرؑ روئے
باپ بیٹوں کے لیے جیسے تڑپ کر روئے

اہل[illegible]م کا ہے یہ فرض کریں غور ضرور | کیا تھا اخلاق میں اولادِ نبیؐ کا دستور
عفو کرتے ہیں اسے کیسے جو کرتا ہے قصور | تو بھی کر عرض حسینؑ ابنِ علیؑ سے بہ ظہور
بخشے اللہ گناہوں کی معافی مل جائے
دردِ عُسرت کی دوا کافی و شافی مل جائے

مرثیہ

حق گو ہیں، حق نما ہیں، شہیدانِ کربلا | دیکھے انہیں کوئی سرِ میدانِ کربلا
انساں کا رہنما ہے ہر انسانِ کربلا | دیتا ہے درسِ عزم دبستانِ کربلا
حاصل کرو تقابلِ آفات کا سبق
ملتا ہے کربلا سے مساوات کا سبق

دیکھی ہے کربلا میں کچھ ایسی برادری | مقصد ہے جس میں بندۂ و آقا کا ایک ہی
انجام دے رہے تھے جو کارِ پیمبری ! | ہو کر شہید پاتی ہے سب نے برابری
حاصل ہے ہر شہید کے دل کو سکون ایک
ہے کربلا میں بندۂ و آقا کا خون ایک

تھی سب کے دل میں نصرتِ شبیرؑ کی امنگ | بیتاب تھے تمام مجاہد برائے جنگ
تھے موم ان کے سامنے فولاد اور سنگ | آقا۔ غلام۔ بچے۔ بڑے سب تھے ایک رنگ
پوچھو اگر کہ ان میں سیہ فام کون تھا
خدمت گزارِ سیدِ سجادؑ جونؓ تھا

جوشِ وفا سے جونؓ جو بے تاب ہو گیا | شبیرؑ کے قدم پہ گرا مردِ باوفا
کی عرض اذنِ جنگ مجھے کیجیے عطا | بولے حسینؑ عزم ہے کیوں جان دینے کا
عابدؑ کی خدمتیں بھی عبادت سے کم نہیں
رونا ہمارے غم میں شہادت سے کم نہیں

قدموں پہ لوٹ لوٹ کے بولا وہ نیک خو   میری سمجھ میں آئی یہ حضرت کی گفتگو
میں ہوں سیاہ فام ہے کالا مرا لہو   ہے میرے جسم و خون کی ناخوشگوار بو
چمکے گی ہر شہید کی مانندِ ماہ لاش
اچھی نظر نہ آئے گی میری سیاہ لاش

سن کر یہ بات اشک بہائے امامؑ نے   مجبور ہو کے اذنِ وغا دیدیا اسے
جونِؓ جری نے شکر کے سجدے ادا کئے   سب کو سلام کرکے اجل کی طرف بڑھے
حملہ کیا سپاہِ یزیدِ لعین پر
دشمن بہت سے مار گرائے زمین پر

احوالِ جنگِ جونؓ جو سجادؑ نے سنا   بیمار نے یہ اپنی پھوپی جان سے کہا
پردہ ہمارے خیمے کا اٹھوایئے ذرا   دیکھی جو حربِ جونؓ تو فرمایا مرحبا
شاباش جونؓ ہاتھ دکھاتے رہو یونہی
ٹھوکر سے نقشِ کفر مٹاتے رہو یونہی

پہنچی جو گوشِ جونؓ میں سجادؑ کی صدا   دل میں وغا کا جوش ہوا اور بھی سوا
احسنت جونؓ حضرتِ عباسؑ نے کہا   کچھ اور شامیوں کو تہہِ تیغ کر دیا
دی دادِ حربِ جونؓ کو جس دم امامؑ نے
شبیرؑ کو سلام کیا نیک نام نے

بہرِ سلام جونؓ کا جھکنا غضب ہوا   نیزوں کے وار کر گئے کچھ بانیٔ جفا
اک زخم اس دلیر کے اس طور سے لگا   وہ باوفا سنبھل نہ سکا خاک پر گرا
آواز دی جری نے تڑپ کر امامؑ کو
مولاؑ وداع کیجئے اپنے غلام کو

دوڑے حسینؑ ابنِ علیؑ جونؓ کی طرف   تھے گرد و پیش دلبرِ شاہنشہِ نجف
انصار تھے حضور کے ہمراہ صف بصف   آواز دی امامؑ نے اے جونؓ لاتخف
تو نے کیا ہے میری حمایت کا حق ادا
میں خلد میں کروں گا ضیافت کا حق ادا

جاکر زمیں پہ بیٹھ گئے شاہِ مشرقین   زانو پر اس کے سر کو جو رکھا بزیبؑ و زین
کرنے لگے یہ جونؓ کے حق میں دعا حسینؑ   یارب بحقِ عظمتِ شاہنشہِ حسنین
شیدا ہے میرا جونؓ، منور ہو اس کا جسم
مانندِ عطرِ خلد معطر ہو اس کا جسم

شہ کی دعا کے ساتھ ہوئی بخششِ الٰہ   چہرہ شہید کا ہوا پرنور مثلِ ماہ
خوشبو کی طرح روح نے لی جب اٹھا کی راہ   لاشہ اٹھا کے گنجِ شہیداں میں لائے شاہ
نوحہ کیا کہ حق کا پرستار چل بسا
افسوس جاں نثار، مددگار چل بسا

مولاؑ کے ساتھ رو دئے سب انصارِ باوفا — اہلِ حرم بھی کرنے لگے زاری و بکا
خیمہ میں لاتے جونؓ کا غل اسقدر ہوا — سجادؑ غش سے چونک اٹھے ہوش آگیا
سکتہ ہوا جو غم سے تو خاموش ہوگئے
بستر پر اپنے گر گئے بے ہوش ہوگئے

بچوں نے روتے دیکھا بڑوں کو جو ناگہاں — سب خوردسال کرنے لگے شیون و فغاں
ماتم سے کم سنوں کے ہوا حشر کا سماں — بندہ نواز ایسے میں آقا بھلا کہاں
یوں رو رہے تھے سبطِ پیمبرؐ فدائی کو
جس طرح بھائی روئے کوئی اپنے بھائی کو

صد شکر اے ظہورؔ ہوا طے یہ مرحلہ — لکھا گیا یہ جونؓ مجاہد کا مرثیہ
سب کرو دعا خدا سے بڑھے تیرا مرتبہ — اللہ سب کو دے یہ غمِ جونؓ کا صلہ
جانے لگے جو جونِؓ حق آگاہ خلد میں
داخل ہوں سب شہید کے ہمراہ خلد میں

مرثیہ

رہروِ منزلِ وحدت ہیں جنابِ قاسمؑ — مردِ میدانِ شجاعت ہیں جنابِ قاسمؑ
عازمِ گلشنِ جنت ہیں جنابِ قاسمؑ — طالبِ جامِ شہادت ہیں جنابِ قاسمؑ
فکر ہے اذنِ وغا سبطِ پیمبرؐ سے ملے
پیاس میں جا کے سبو ساقیٔ کوثر سے ملے

سر جھکائے ہوئے نزدِ شہِ انور آئے — بن کے تصویرِ ادب، عجز کا پیکر آئے
شہ نے دریافت کیا کیوں مرے دلبر آئے — غم سے لب ہل نہ سکے قلب و جگر بھر آئے
رخ پہ تھی خاکِ عزا آنسوؤں سے دھونے لگے
دیکھ کر سبطِ پیمبرؐ کی طرف رونے لگے

شہ نے لپٹا لیا سینے سے کہا صبر کرو — کس لئے کرتے ہو زاری و بکا صبر کرو
کیوں رلاتے ہو ہمیں بہرِ خدا صبر کرو — تم کو دیں گے نہ کبھی اذنِ وغا صبر کرو
تم کو تو ولولہ ہے معرکہ آرائی کا
ہم کو تشویش ہے لٹ جائے نہ گھر بھائی کا

امِ فروہؑ درِ خیمہ سے پکاریں رو کر — ہو گئے شہ پہ فدا حضرتِ زینبؑ کے پسر
چاہتی ہوں ابھی مرنے کو نہ جائیں اکبر — پہلے فرمایئے قاسمؑ پہ عنایت کی نظر
آرزو ہے جو پسر شہ پہ فدا ہو جائے
بیوہ کی نذر بھی مقبولِ خدا ہو جائے

شہ نے فرمایا بجا آپ کا فرماں بھابی
سرِ شبیرؑ پہ کچھ کم نہیں احساں بھابی
کر دیا پیش پسر ہونے کو قرباں بھابی
میں اسے مرنے کو بھیجوں نہیں امکاں بھابی
دیکھ لیتا ہوں جو اس غنچہ دہن کی صورت
نظر آتی ہے مجھے بھائی حسنؑ کی صورت

کسی صورت نہ ملا اذن تو غیرت آئی
ماں کو ناکامیٔ فرزند پہ رقت آئی
دل میں قاسمؑ نے کہا اس نہ ساعت آئی
کی جو تدبیرِ قضا سامنے قسمت آئی
بیٹھ کر گوشے میں روئے کبھی خاموش ہوئے
دل کو صدمہ ہوا کچھ ایسا کہ بیہوش ہوئے

عالمِ غش میں نظر آتے جنابِ شبّرؑ
گود میں لے کے یہ فرمایا نہ رو جانِ پدر
تیری مشکل ہوئی آساں بس اب فکر نہ کر
ہم نے باندھا تھا جو تعویذ ترے بازو پر
دیکھ پڑھ کر اسے ہر درد کا درماں ہوگا
پورا ہو جائیگا جو کچھ تیرا ارماں ہوگا

چونک کر غش سے جو تعویذ بعجلت کھولا
اس میں تحریر یہ مضمونِ وصیت پایا
ہم تو جنت کی طرف جاتے ہیں قاسمؑ بیٹا
کبھی شبیرؑ پر آ جائے اگر وقت بُرا
کسی منزل میں نہ عمو سے جدا ہونا تم
میرے بدلے مرے بھائی پہ فدا ہونا تم

یہ بھی لکھا تھا حسنؑ نے مرے ماں جائے حسینؑ
میں تو کیا آج ہیں فردوس میں نانا بے چین
کانپ جاتے ہیں ملک کرتی ہیں جب والدہ بین
اذن قاسمؑ کو بھی دو بہرِ رسول الثقلین
مانگتا ہے یہ پروانۂ جنت دیدو
میرے فرزند کو مرنے کی اجازت دیدو

پڑھ کے تحریر کھلا غنچۂ قلبِ نوشاہ
جا کے شبیرؑ سے کی عرض کہ اے عرش پناہ
کس کی تحریر ہے پہچانیے شاہِ ذیجاہ
دیکھ کر خط کہا شبیرؑ نے اِنّا لِلّٰہ
یاد تھے پھر نئے انداز سے یاد آئے حسنؑ
خاک پر بیٹھ گئے شاہ کہا ہائے حسنؑ

دشتِ غربت میں شہِ دیں کو وطن یاد آیا
کبھی نانا کی محبت کا چمن یاد آیا
باپ کا دور کبھی عہدِ حسنؑ یاد آیا
خونِ دل سے کبھی لبریز لگن یاد آیا
کہا قاسمؑ سے رو رو کے رلاؤ بیٹا
بھائی کے حکم سے مجبور ہیں جاؤ بیٹا

جاتے جاتے ذرا ماں سے بھی اجازت لے لو
ماں نے آواز دی میں خوش ہوں سدھارو جاؤ
منتظر باپ ہے جنت میں گلے جا کے لگو
پھر یہ دادی سے بصد عجز و ادب عرض کرو
خلد سے جلد سرِ دشتِ مصیبت آئیں
حشر کا روز ہے خاتونِ قیامت آئیں

آپ کا لال ہے طوفانِ مصائب میں گھرا — بی بیاں چاہتی ہیں نذر کریں سر اپنا
بس کسی کا نہیں چلتا ہے کریں بھی تو کیا — آپ تشریف جو لے آئیں بڑھے دل سب کا

کیجیے بہرِ خدا راہنمائی بن میں
لٹ نہ جائے کہیں بی بی کی کمائی بن میں

اپنے ہمراہ رسولِ دو سرا کو لائیں — بہر امداد علیؑ عقدہ کشا کو لائیں
حور و غلمان کو خاصانِ خدا کو لائیں — ہو سکے تو حسنِ سبز قبا کو لائیں

وہ بھی اس خادمہ کا جذبۂ نصرت دیکھیں
تھام کر قلب و جگر بیٹے کی میت دیکھیں

سن کے یہ ابنِ حسنؑ جانبِ جنگاہ چلا — ہو گیا خیمۂ شبیرؑ میں محشر برپا
اور سب رونے لگے ماں نے کیا شکرِ خدا — اے ظہورِ جگر افگار قلم روک اپنا

یہ بھی ہدیہ ترا مقبول ہوا کیا کہنا
مل گئی دردِ لعاصی کی دوا کیا کہنا

مرثیہ

مقصود ہے وصفِ گلِ گلزارِ شجاعت — صفین میں جب گرم تھا بازارِ شجاعت
تھے جمع بہت واقفِ اسرارِ شجاعت — ظاہر ہوا اک مطلعِ انوارِ شجاعت

چھوٹی تھی بہت عمر مگر شان بڑی تھی
مانندِ نقاب ایک جھلم رخ پہ پڑی تھی

میدان میں آتے ہی وہ جرار پکارا — اے شامیو آؤ ہو اگر جنگ کا یارا
لطف آئے مقابل ہو جو سردار تمہارا — بھیجو اسے جو روک سکے وار ہمارا

ہم طرۂ دستارِ شجاعانِ سلف ہیں
حاصل یہ شرف ہے اسدِ حق کے خلف ہیں

تھا شامیوں کی فوج میں مرحب سا پہلوان — سردار نے بلوا کے کہا جا سرِ میدان
اس طفل کا سر کاٹ ہنر کر کے نمایاں — سن کر یہ سخن آگ ہوا گبرِ بد ایماں

سردار سے کہنے لگا ہونٹوں کو چبا کر
لڑکے سے لڑاتا ہے مجھے کچھ تو حیا کر

ہیں ساتھ مرے سات پسر صفدر و جرار — کر لائیگا ان میں سے کوئی اسکو گرفتار
سردار پکارا مجھے کیا اس سے سروکار — تو چاہے جسے بھیج لڑنے کیلئے یار

شامی تو پسر بھیجا کیا ایک کے بعد ایک
اس طفل نے سر کاٹ لیا ایک کے بعد ایک

ساتوں جو پسر مر گئے شامی نکل آیا — شہزور کو میداں میں بڑا زور دکھایا
اس طفل نے تلوار کا وہ وار لگایا — سر کٹ کے گرا شامیوں نے شور مچایا
کیا بات ہے کس شان سے تلوار چلی ہے
ضربت یہ بتاتی ہے علیؑ ہے یہ علیؑ ہے
یہ شور سنا جب تو بڑھے حیدرؑ کرار — اس طفل کے چہرے سے جھلم دور کی اکبر
فرمایا کہ پہچان لے اے قوم جفا کار — عباسؑ ہے یہ حیدر کرار کا دلدار
اللہ نے ہمشان علیؑ اس کو کیا ہے
ہاشمؑ کا قمر ابن علیؑ سیف خدا ہے
اس دن سے لقب ہو گیا ماہ بنی ہاشمؑ — عباسؑ سے مرعوب تھا ہر ملک کا حاکم
اس شیر کی ہیبت سے لرز جاتے تھے ظالم — کہتا تھا مگر خود کو یہ شبیرؑ کا خادم
عاشور کو یہ خدمت شبیرؑ ادا کی
پانی پہ بنا رکھ گیا عباسؑ وفا کی
مشکیزہ لئے نہر پہ آیا جو یہ صفدر — میدان میں دل چھوڑ گیا شام کا لشکر
ساحل پہ علم گاڑ دیا شیر نے جا کر — مشکیزہ بھرا اور پکارا یہ غضنفر
کیوں بے ادبو راہ میں روکا نہیں ہم کو
دو لاکھ ہو تم ایک نے روکا نہیں ہم کو

مشکیزہ لئے خیمے کی جانب جو رواں تھا — اک دشمن دیں راہ میں سقّے کی تہاں تھا
وہ وار کیا جس کا نہ صفدر کو گماں تھا — تلوار اسی ہاتھ میں لی جس میں نشاں تھا
بازو جو قلم ہو گئے پر غم ہوئے عباسؑ
سر پہ جو لگا گرز گراں خم ہوئے عباسؑ
اس حال میں بھی مشک سکینہؑ تھے بچاتے — پیاسوں کی امانت کو تھے سینے سے لگائے
مشکیزہ پہ بھی شامیوں نے تیر چلائے — پانی جو بہا شیر نے بھی اشک بہائے
کلفت کا جو احساس ہوا اہل وفا کو
گر کر بھی پکارا نہ گیا شاہ ہدا کو
بھائیؑ کی طرف شاہ امم دیکھ رہے تھے — عباسؑ کو شہ شہ کو حرم دیکھ رہے تھے
کوزے لئے بچے بھی علم دیکھ رہے تھے — راہ فریں تیز قدم دیکھ رہے تھے
گرتا ہوا دیکھا جو علم فوج خدا کو
رونے لگے سب دیکھ کے منہ شاہ ہدا کا
شبیرؑ کمر پکڑے چلے جانب دریا — اکبرؑ کی امانت سے ملا بھائی کا لاشہ
رو رو کے جو لاشے کو اٹھانے لگے مولاؑ — ہوش آ گیا سقائے حرم کرب سے تڑپا
کی عرض نظر ہے مری حال شہ دیں پہ
للہ مری لاش کو رہنے دیں یہیں پہ

اس غم سے مری آنکھوں میں تاریک جہاں ہے | قطرہ کوئی پانی کا یہاں ہے نہ وہاں ہے
نادم ہوں سکینہؑ سے کہ وہ تشنہ دہاں ہے | جاؤں گا تو پوچھے گی مری مشک کہاں ہے

فرمایئے کیسے اسے سمجھاؤں گا مولاؑ
پانی جو وہ مانگیں گی تو مر جاؤں گا مولاؑ

ممکن ہو تو عابدؑ کو وصیت یہ سنانا | پیدل مرے لاشے پہ سکینہؑ کو نہ لانا
شہ بولے عبث آپ کا ہے اشک بہانا | ممکن نہیں تربت پہ بھی معصومہ کا آنا

رسی میں بندھی شام کو جائیگی سکینہؑ
مرجائیگی زنداں میں نہ آئیگی سکینہؑ

سنکر یہ سخن مر گئے عباسؑ علمدار | خیمے کو چلے لیکے علم سیدِ ابرار
بچوں نے جو دیکھا علم احمدِ مختار | کرنے لگے جذبات مسرت کا وہ اظہار

کہتے تھے معتمد نے دکھایا ہمیں پانی
منگواکے سکینہؑ نے پلایا ہمیں پانی

آیا جو علم پاس تو گھبرا گئے معصوم | بکھرائے ہوئے بالوں کو تھے اکبرِؑ مغموم
سر پیٹ کے فرماتے تھے یہ سید مظلوم | افسوس کہ پانی سے بھی بچے رہے محروم

عباسؑ سفر کر گئے غم دے گئے ہم کو
یہ خون بھرے مشک و علم دے گئے ہم کو

خاموش ظہورؔ آلِ نبی گریہ کناں ہے | جو لفظ ہے نشتر ہے جو فقرہ ہے سناں ہے
جو بیت ہے اس نظم کی وہ بیتِ جناں ہے | عباسؑ کے ہاتھوں میں زمانہ کی عناں ہے

دنیا میں اگر ذاکرِ عباسؑ رہے گا
عباسؑ کو ہر لمحہ ترا پاس رہے گا

مرثیہ

ذی شرف، ذی حشم و جاہ تھے انصارِ حسینؑ   عارفِ حق تھے، خود آگاہ تھے انصارِ حسینؑ
فخرِ انصارِ یداللہ تھے انصارِ حسینؑ   جس سے دل ہلتے ہیں وہ آہ تھے انصارِ حسینؑ

ساتھ مولاؑ کے جو تھے جوہرِ فانی کی طرح
دلِ ایماں کو بچاتے رہے چھاتی کی طرح

وہبِ کلبی کا ہوا دشتِ بلا سے جو گزر   لئے جاتا تھا دلہن بیاہ کے وہ اپنے گھر
اس کے ہمراہ تھی ماں عاشقِ بنتِ حیدرؑ   ہو گئی دونوں کو بھی یہ کسی طرح خبر

میہماں صاحبِ تطہیر ہیں اس میدان میں
خیمہ زن حضرتِ شبیرؑ ہیں اس میدان میں

مضطربِ شوقِ زیارت سے ہوئی نیک اساس   مع نوشاد دلہن آ گئی شبیرؑ کے پاس
دیکھا موجود ہیں اکبرؑ نہ جلو میں عباسؑ   خود ہیں تیار شہادت کو شہِ قدر شناس

سوئے مقتل جو رواں شاہِ امم ہوتے ہیں
شہ کو حلقے میں لئے اہلِ حرم روتے ہیں

گر پڑی پاؤں پہ مولاؑ کے وہ شیدائے بتولؑ   عرض کرنے لگی اے ابنِ علیؑ سبطِ رسولؐ
مجھکو بھی آپ کی نصرت کی سعادت ہو حصول   پیش کرتی ہوں جو نذرانہ وہ ہو جائے قبول

میرا فرزند بھی حضرت پہ فدا ہو جائے
کچھ تو حقِ فاطمہؑ زہرا کا ادا ہو جائے

وہبؑ کو دیکھ کے رونے لگے شاہِ والا   حسرتِ شادیٔ اکبرؑ نے جگر خون کیا
آہ بھر کر طرفِ گنجِ شہیداں دیکھا   ٹکڑے قاسمؑ کے نظر آئے تو دل خون ہوا

کہا بی بی ترا فرزند ہے پیارا ہم کو
اس کی فرقت کا نہ دے داغ خدارا ہم کو

وہبِ کلبی قدمِ سیدِ والا پہ گرا   عرض کی دیجئے مرنے کی اجازت مولاؑ
آپ کے بعد نہیں زندگی کا کوئی مزا   جلد ہو مجھکو عطا قربِ شہیدانِ وفا

فکر اب کوئی دلہن کی نہ غمِ دوراں ہے
شاد ہوں پنجتنِ پاکؑ یہی ارماں ہے

وہبؑ کو اذن دیا شاہ نے ہو کر مجبور   چلا مرنے کو وہ نوشاہ بقلبِ مسرور
کہا گھبرا کے دلہن نے کہ مرا کیا ہے قصور   ایسے منہ پھیر کے جانا ہے خلافِ دستور

عرض لونڈی کی بھی سنتے ہوئے جاؤ صاحب
مہر بخشو گی مرے پاس تو آؤ صاحب

سن کے زوجہ کا بیاں وہبؑ پلٹ کر آئے   ماں نے آواز دی کیوں آتے ہو جاؤ پیارے
روکنے سے تمہیں عقبیٰ کے مسافر رکتے   کہدو اب تم سے ملاقات یہ جنت میں کرے

اس سے باتوں کی بھلا کیا ہے ضرورت بیٹا
ناقص العقل ہوا کرتی ہے عورت بیٹا

بولی گھبرا کے دلہن آپ نہ کچھ فکر کریں | میں نہ روکونگی انہیں جائیں شہادت پائیں
لیکن اک لمحہ ٹھہر کر مری باتیں سن لیں | ایک وعدہ یہ کریں ان کی ضمانت دیں
چاہتی ہوں نہ یہ تنہا لبِ کوثر جائیں
اپنے ہمراہ مجھے خلد میں لیکر جائیں

سن کر اس بات کو فرمانے لگے شاہِ امم | بی بی بیکار ہے تشویش عبث ہے یہ غم
وہبؓ کی سمت سے وعدہ کیے لیتے ہیں ہم | یہ اکیلا نہ رواں ہوگا سوئے باغِ ارم
وہبؓ کلبی جو شہادت کا شرف پائیگا
ساتھ ہی تجھکو بھی فردوس میں لے جائیگا

سن کے مولاؑ سے یہ وعدہ ہوئی مسرور دلہن | بولی ایک آپ سے بھی عرض ہے یا شاہِ زمن
احترامِ آلِ نبیؐ کا تو کریں گے دشمن | غیر ہوں میں مجھے کرلیں نہ گرفتارِ رسن
کریں بے پردہ نہ بے دین ستمگر مجھ کو
اپنی خدمت میں رکھیں آپکی خواہر مجھکو

ذکرِ بے پردگی سنکر شہِ والا تڑپے | دیکھا بہنوں کی طرف اشک بہا کر بولے
کیا خبر پردۂ حرم کا بھی رہے یا نہ رہے | وعدہ کرتا ہوں میں اس امر کا لیکن تجھ سے
تجھ کو پردے کا یہ انعام میسر ہوگا
دامنِ بنتِ پیمبرؐ ترے سر پہ ہوگا

اذن جب سبط سے ملا۔ رن کو چلا وہبؓ دلیر | حملہ روباہ کے لشکر پہ کیا صورتِ شیر
نظر آنے لگے اشرار کے لاشوں کے ڈھیر | صف الٹنے میں لگی آنکھ جھپکنے کی دیر
سامنا کرنے سے سیاف جو کتراتے تھے
مرحبا وہبؓ کو مولاؑ بھی کہے جاتے تھے

ہو کے مجروح گرا خاک پہ جب وہبؓ جری | چوبِ خیمہ لئے زوجہ سرِ میداں پہنچی
مارتی تھی اسے سر کاٹنے آتا جو شقی | سر پہ اس مومنہ کے گرز کی اک ضرب پڑی
شرط پوری ہوئی مجروح دلہن دولہا کی
خلد میں ساتھ گئی روح دلہن دولہا کی

وہبؓ کا سر جو لعیں نے سوئے خیمہ پھینکا | دوڑ کر ماں نے اٹھایا اُسے سر پر رکھا
چوم کر منہ کہا حق دودھ کا میں نے بخشا | پھینک کر سر طرفِ لشکرِ اعدا یہ کہا
رکھوں کیوں پاس امامِؑ ازلی کا صدقہ
تم ہی لے لو یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا صدقہ

خیمے میں حضرتِ زینبؑ نے بلایا اسکو | یہ شرف بخشا کہ سینے سے لگایا اس کو
اس نے احساں جو کیا تھا وہ جتایا اس کو | پرسہ رو رو کے دیا اور سنایا اس کو
ہم پریشان ہیں کیا دیں تجھے احساں کا صلہ
فاطمہؑ دیں گی جناں میں تجھے احساں کا صلہ

پاؤں پر حضرتِ زینبؑ کے وہ دیندار گری | بولی میرا نہیں احسان کسی پر کوئی
بخشے اللہ رہی فرض میں جو کوتاہی | عرض کر فاطمۂ زہرا سے ظہور اب تو بھی

جتنے عصیاں ہیں بحل صاحبِ تطہیر کریں
میرے ہر دکھ کی دوا حضرتِ شبیرؑ کریں

مرثیہ پرسہ شہدائے کربلا شامِ غریباں

افسوس ظالموں نے عجب ظلم ڈھائے ہیں | آلِ نبیؐ کے خون سے دریا بہائے ہیں
اس حادثے نے مومنوں کے دل ہلائے ہیں | پسماندگاں عزیزوں کو رونے نہ پائے ہیں

مضطر ہیں خاکِ گرم پہ ناچار سوگوار
پیاروں کا پرسہ دیں انہیں دیندار سوگوار

یا مصطفیؐ حبیبِ خدا۔ پرسہ لیجئے | کیسے کہیں حضور سے ہم صبر کیجئے
اب فاقہ توڑ لیجئے پانی تو پیجئے | ٹوٹے ہوئے دلوں کو دلاسہ تو دیجئے

سورج بنا چراغِ لبِ بام۔ ڈھل گیا
حضرت کا گھر اُجڑ گیا۔ اسلام بچ گیا

یا مرتضیٰؑ علیؑ ولی شاہِ انس و جاں | افسوس آج لُٹ گیا حضرت کا گلستاں
مولا یہ گرم ریت یہ مغموم بیٹیاں | منہ پر ہے خاک سر پہ جلے خیموں کا دھواں

حاضر ہوئے ہیں چند عزادار یا علیؑ
پرسہ قبول کیجئے یا مرتضیٰ علیؑ

بنتِ رسولؐ فاطمہؑ زہراؑ سلام لیں
بی بی جو ہو سکے تو ذرا دل کو تھام لیں
پرسہ قبول کرلیں تحمل سے کام لیں
کس کس کا تذکرہ کریں کس کس کا نام لیں

پیارے شہید ہو گئے بی بی ملول ہیں
کنبہ ہے قید آپ کا ہم بھی ملول ہیں

مولا حسنؑ ۔ امام جگر گوشۂ رسولؐ
دل تھام کر حضور بھی پرسہ کریں قبول
پامال ہو گئے جو گلِ گلشنِ بتولؑ
ہم بھی ہیں ان کے غم میں شریک اے شہِ ملول

قاسمؑ نے کر دیا ہے ادا حق حضور کا
پرسہ قبول کیجئے اس ذلیشعور کا

مولا ۔ امام ۔ عابدِ بیمار ۔ السلام
اے سربراہِ عترتِ اطہار السلام
تا حشر اشکبار ۔ عزا دار السلام
صبر و رضا کی آہنی دیوار ۔ السلام

بہتا ہے خون پشتِ مبارک سے ہائے ہائے
دل میں ہمارے چبھتے ہیں ناوک ہائے ہائے

زینبؑ ۔ شہیدِ ظلم کی ہمشیر ۔ السلام
کلثومؑ ۔ محوِ ماتمِ شبیرؑ ۔ السلام
اکبرؑ کی ماں ۔ ملال کی تصویر ۔ السلام
امِ ربابؑ ۔ مادرِ بے شیر ۔ السلام

بھولیں گے پرسہ دار نہ دانا صغیر کو
نہرِ لبن پہ دودھ پلانا ۔ صغیر کو

تشنہ دہن ۔ یتیم سکینہؑ سلام لو
وجہِ سکونِ شاہِ مدینہ سلام لو
محرومِ گوشوارہ ۔ حزینہ سلام لو
بھولو ذرا حسینؑ کا سینہ ۔ سلام لو

بے حال تم ہو دردِ یتیمی سے ۔ کیا کہیں
حیران پرسہ دار ہیں ۔ بی بی سے کیا کہیں

اے دیندار ۔ پیکرِ ایثار بی بیو
اے بندشِ بلا میں گرفتار بی بیو
اے ہمنشینِ عترتِ اطہار بی بیو
انصارِ باوفا کی وفادار بی بیو

وارث تمہارے سوئے ہیں قتل گاہ میں
تم ذی شرف ہو ۔ بنتِ علیؑ کی پناہ میں

اے صاحبِ زمانہ شہِ ذی حشم سلام
اے وارثِ عزائے امامِ امم ۔ سلام
ہم جانتے ہیں ہم نے کئے کم سے کم سلام
حضرت قبول کرلیں بلطف و کرم سلام

رکھیں گے تازہ ہم غمِ شبیرؑ عمر بھر
کرتے رہیں گے ماتمِ شبیرؑ عمر بھر

مولا حسینؑ ابنِ علیؑ ۔ فاطمہؑ کے لال
حق آپ کی عزا کا ادا ہو یہ ہے محال
پرسے کے بعد آپ سے عاصی کا ہے سوال
بدحال ہے ظہورؔ اب اچھا ہو اس کا حال

مولاؑ کرم سے آپ کے یہ اہتمام ہو
شاعر کی زندگی ہی میں شائع کلام ہو

مرثیہ

جب نینوا میں گلشنِ اسلام لُٹ گیا | دشتِ بلا میں دافعِ آلام لُٹ گیا
ایماں کا چین۔ دین کا آرام لُٹ گیا | سرمایۂ عقیدتِ اقوام لُٹ گیا

شامِ غریباں آئی شبِ غم کے روپ میں
ٹھنڈے ہوئے جو لاشے جھلستے تھے دھوپ میں

وقتِ سحر حرم کو ملا صدمہ مزید | اپنوں کو دفن کر چکا جب لشکرِ یزید
ملعون منا رہے تھے بیاباں میں جشنِ عید | پامال خاک پر تھا تنِ سرورِ شہید

بے دفن تھا جو لاشۂ سلطانِ کربلا
مدفون ہوتے کیسے شہیدانِ کربلا

جکڑا ہوا تھا لوہے نے عابدؑ کا جسمِ زار | درّے لگا رہے تھے شقی ان کو بار بار
تھے فکرِ ظلمِ تازہ میں بے دینِ اہلِ نار | لا کر بٹھائے اونٹ کہ ہوں بی بیاں سوار

آنے دیا نہ پاس لعین و شریر کو
زینبؑ نے خود سوار کیا ہر اسیر کو

زینبؑ سوار کر چکیں بے وارثوں کو جب | مقتل کی سمت دیکھ کے بولیں بصد تعب
بھیا سوار کیجیے آکر بہن کو اب | بے دست ہے فرات پہ عباسِؑ تشنہ لب

تاریک رات۔ دن ہے یہ میری نگاہ میں
سارے عزیز سوئے ہیں قتل گاہ میں

سُن کر پھوپی کے دل شکن و دل فگار بین | بیڑی سنبھالے آگے بڑھا دلبرِ حسینؑ
زانو زمیں پہ ٹیک کے بولا وہ نورِ عین | رکھیے قدم سنبھال کے بنتِ شہِ حنین

دشمن ہیں گرد۔ اپنے سروں پر خدا تو ہے
زینہ سمجھئے۔ زانوئے زین العبا تو ہے

زینبؑ نے رکھا زانوئے سجاد پر قدم | گر گر کے چند بار اٹھی مبتلائے غم
آخر سوار جب ہوئیں زینبؑ بصد الم | بولا مریض۔ لاؤ شتر۔ ہوں سوار ہم

پایا جواب یہ نہ کہو ناتواں ہو تم
تا کوفہ پا پیادہ چلو ساربان ہو تم

مجبور ناتواں چلا پکڑے ہوئے مہار | ٹھوکر جو لگتی۔ گرتا تھا بیمار بار بار
ظالم نظر میں لاتے نہ تھے شدتِ بخار | درّے مریضِ غم کو لگاتے تھے بے شمار

چبھتے جو کانٹے پاؤں میں رہ جاتے ٹوٹ کر
تلووں کے چھالے روتے تھے خوں پھوٹ پھوٹ کر

جاتا تھا پاپیادہ وہ بیمار۔ آہ آہ | تلواریں کھینچے گرد تھے خونخوار آہ آہ
نیزے چبھاتے تھے جو ستم گار۔ آہ آہ | کہتا مریض ان سے بتکرار۔ آہ آہ

لاشے تو زیرِ خاک چھپا لینے دو مجھے
بابا کی قبرِ پاک بنا لینے دو مجھے

سُنتا نہ تھا اسیرِ ستم کی فغاں کوئی | ایذاں چبھا کے نیزوں کی ہنستے تھے سب شقی
زینبؑ کا بس نہ چلتا تھا۔ رو بھی نہ سکتی تھی | پشتِ شتر پہ سر کو پٹکتی تھی دل جلی

سجادؑ تھامے اپنے دلِ پاش پاش کو
مڑ مڑ کے دیکھ لیتے تھے بابا کی لاش کو

ماؤں کے ہاتھ تھے پس گردن بندھے ہوئے | شدت سے بھوک پیاس کی بچے تڑپتے تھے
بے ہوش ہو کے اونٹ سے گرتے جو لاڈلے | ملعون انہیں کچلتے تھے گھوڑوں کی ٹاپوں سے

کوفے کے راستے میں یہ صدمے گزر گئے
کیا جانے کتنے بچے اسی طرح مر گئے

کوفے سے شام جانے میں گزرے جو حادثات | دل کو فگار کرتے ہیں ان کے تصورات
تاریخ میں جو ملتی ہے غمگین واردات | دامن میں اس کے ہوتے ہیں سنگین واقعات

خاموش ہو ظہور۔ طبیعت علیل ہے
فہرست ظلمِ دشمنِ دیں کی طویل ہے

مرثیہ

ہو کر اسیر کوفے میں جب آئے اہلبیتؑ | لٹکا تھا در پہ لاشہ شیدائے اہلبیتؑ
مسلمؑ کا حال دیکھ کے تھرائے اہلبیتؑ | اس لاش سے یہ آئی صدا ہائے اہلبیتؑ

ہر چند غم ہے قید میں تم سب کو دیکھ کر
بے تاب روح ہے سرِ زینبؑ کو دیکھ کر

زینبؑ پکاریں اے مرے غمخوار السلام | مسلمؑ سفیرِ سید ابرار السلام
کہنے لگے یہ عابدِؑ بیمار السلام | بولا سرِ حسینؑ وفادار السلام

عریاں یہاں ترا جسد پاش پاش ہے
بے گور کربلا میں ہماری بھی لاش ہے

بازار کوفہ میں ہوا زینبؑ کا جب گزر | کہنے لگیں ہجوم سے سر اپنا پیٹ کر
اے اہلِ کوفہ کیا تمہیں اب تک نہیں خبر | کاٹا تمہاری فوج نے سبطِ نبیؐ کا سر

توڑے جو عہد تم نے گرفتارِ غم ہیں ہم
پڑھتے ہو جس کا کلمہ اسی کے حرم ہیں ہم

جسدم نگاہ مسجدِ کوفہ پہ جا پڑی | زینبؑ نے دل کو تھام کر ایک ایسی آہ کی
تھرایا کوفہ مسجدِ کوفہ لرز گئی | بولیں نجف سے آیئے یا مرتضےٰ علیؑ

جس کوفے میں حضورؐ کی میت اٹھائی ہے
تقدیر آج پھر د ہاں زینبؑ کو لائی ہے

لاشہ یہاں سے آپ کا جب لے گئے تھے گھر | تاکید تھی مجھے کہ نہ آنا قریب در
حضار سے کہا تھا چلے جائیں لوٹ کر | تھی فکر کوئی سن لے نہ آوازِ نوحہ گر

کیا اہتمام پردے کا ہے اب تو دیکھئے
بلوے میں بے ردا سرِ زینبؑ تو دیکھئے

بلوالیا اسیروں کو ابنِ زیاد نے | پایا سرِ حسینؑ جو گمنام زاد نے
سر رکھ کے ایک طشت میں اس بد نہاد نے | رکھا زمیں پہ طشت کو بے اعتقاد نے

جب ظلم کی چھڑی لبِ شبیرؑ پر لگی
روتے حرم چھری دلِ ہمشیرؑ پہ لگی

ابن زیاد بولا سپاہی شتاب جائیں | زنداں سے میرے سامنے مختارؓ کو بھی لائیں
روداد کربلا کی نہ اسکو مگر سنائیں | آئے یہاں تو خون کے آنسو اسے رلائیں

کانپے گا دل مالِ حسینؑ شہید سے
مر جائیگا دہل کے جلالِ یزید سے

جلاد قید خانے سے مختارؓ کو جو لائے | ابنِ زیاد خوش ہوا خونخوار مسکرائے
مختارؓ اس شکوہ سے زنجیر پہنے آئے | آہو پہ جیسے شیر بقصدِ شکار جائے

ڈر کر نشست سے ستم آرا کھڑے ہوئے
مختارؓ بڑھ کے تخت کے پاس آکھڑے ہوئے

ابنِ زیاد نے کیا مختارؓ سے مقال | کہیئے تو قید خانے میں رہتا ہے کیسا حال
مختارؓ بولے شکرِ خداوندِ ذوالجلال | دل کہہ رہا ہے آنے کو ہے فاطمہؑ کا لال

مولا حسینؑ کوفے میں جس وقت آئینگے
اس وقت دل کا حال تجھے ہم بتائینگے

مکار نے کہا نرے مولا تو آ گئے | چاہے اگر ملاؤں تجھے میں حسینؑ سے
مختارؓ بولے کیسے ملائے گا تو مجھے | بولا لعین طشت کی جانب تو دیکھ لے

تو منتظر ہے فاطمہؑ کے نورِ عین کا
یہ دیکھ آچکا ہے یہاں سر حسینؑ کا

مختارؓ نے جو طشتِ طلا پر نگاہ کی | آئی نظر ضیا اسے زہراؑ کے ماہ کی
حضار کانپنے لگے ایک ایسی آہ کی | روئے اسیر گر پڑی ہمشیر شاہ کی

دربار غمکدہ تھا شہِ مشرقین کا
ہر سو بلند شور ہوا یا حسینؑ کا

اس حادثے سے آیا وہ مختارؓ کو جلال
زنجیر اپنی توڑ کے پھینکی زہے کمال
تلواریں کھینچے گرد تھے ان کے جو بدخصال
چھینی کسی سے تیغ کسی رو سے ڈھال

غصہ بہت زیادہ تھا ابنِ زیاد پر
چاہا لگائیں ضرب سرِ بد نہاد پر

جھنکار بیڑیوں کی سنی سب نے ایک بار
بجلی کی طرح بڑھ گئے سجادؑ نامدار
پکڑا اسیرِ ظلم نے دستِ وفا شعار
فرمایا صبر کر نہ ہو اس درجہ بے قرار

رکھ دے زمیں پہ ہاتھ سے تلوار صبر کر
تجھ کو قسم حسینؑ کی مختارؓ صبر کر

مختارؓ نے پلٹ کے نظر کی جو ناگہاں
دیکھا کہ ہاتھ پکڑے ہے اک جاں بلب جواں
گردن میں طوق پہنے ہے پاؤں میں بیڑیاں
پوچھا جو اس نے کون ہے اے نازشِ جہاں

بولا اسیرِ ظلم خدا کا ولی ہوں میں
پہچان لے حسینؑ کا بیٹا علیؑ ہوں میں

عابدؑ کے ہاتھ چوم کے مختارؓ نے کہا
ہے ضعف میں بھی نورِ یداللہ رونما
مولا مجھے بتلایئے تو ماجرا ہے کیا
کس طرح آپ قید ہوئے کنبہ کیا ہوا

عباسؑ و عونؑ و قاسمؑ و اکبرؑ کہاں گئے
ناموسِ شاہِ آلِ پیمبرؐ کہاں گئے

ایک آہ کرکے بولے یہ سجادؑ نامور
مختارؓ کربلا میں لٹا فاطمہؑ کا گھر
یہ دیکھ لے سنا تو ہیں انصارِ شہ کے سر
بیہوشی و بخار میں باندھا ہمیں مگر

غم ہے کہ بہنیں با سرِ عریاں ہیں قید میں
یہ دیکھ بے ردا مری پھوپھیاں ہیں قید میں

سن کر یہ بات حضرتِ مختارؓ غش ہوئے
ملعون پکڑ کے پھر انہیں زنداں میں لے گئے
کوفے سے اہلبیتؑ نبیؐ شام کو چلے
کر عرض اے ظہورؔ امامِ حسینؑ سے

حل مشکلیں ہوں شاہِ مدینہ کا واسطہ
غم دور ہوں جنابِ سکینہؑ کا واسطہ

مرثیہ

آج کیوں قیدیٔ زندانِ بلا روتے ہیں | کس لئے اہلِ عزا آج سوا روتے ہیں
کیا ہوا کیوں حرمِ شاہِ ہدا روتے ہیں | کس لئے خوگرِ تسلیم و رضا روتے ہیں

آئی کیا تازہ بلا غم کے گرفتاروں پر
کونسا کوہِ الم گر پڑا بیچاروں پر

اِن غریبوں کا مددگار کوئی ہے کہ نہیں | شام والوں میں طرفدار کوئی ہے کہ نہیں
مونس دیا درد و غمخوار کوئی ہے کہ نہیں | واقفِ حالِ دلِ زار کوئی ہے کہ نہیں

جانتا کون ہے کیوں روتے ہیں باہم قیدی
کیا ہوا کرتے ہیں کیوں شیون و ماتم قیدی

غور سے بین سُنے جب تو ہوا یہ معلوم | مر گئی قیدِ ستم میں کوئی بچی معصوم
ہے عزیزوں کے دلوں پر الم و غم کا ہجوم | کہہ رہی ہے بصد اندوہ یہ کوئی مغموم

سہکے دکھ جانبِ فردوس سدھاری افسوس
خون اب تک ترے کانوں سے ہے جاری افسوس

ایک دن تھا تجھے سینے پہ سُلاتے تھے حسینؑ | آج بے جان ہے تو خاک پہ اے نُورالعین
کچھ خبر تجھ کو نہیں کرتی ہیں ماں نہیں بین | یہ تو کہہ کیسے ہمیں تیرے بغیر آئے گا چین

کیسی خاموش ہے مُنہ اشکوں سے دھونے والی
رولے اِک بار پھر اے باپ کو رونے والی

جس طرح عشقِ پدر میں ہوئی دادی بیجاں | ہوئی پوتی بھی اسی طرح پدر پر قرباں
غسل کے وقت ہوا تھا یہ عزیزوں پہ عیاں | پہلوئے فاطمہؑ زہرا پہ ہیں ایذا کے نشاں

اے سکینہؑ مرا اس غم سے جگر زخمی ہے
تو نے کھائے ہیں وہ دُرّے کہ کمر زخمی ہے

شمر کے ہاتھ سے تجھ کو جو بچایا نہ گیا | ہم تھے مجبور۔ رسن بستہ۔ کوئی زور نہ تھا
شکوہ عباسؑ چچا سے نہ ہمارا کرنا | پیار کرنا علی اصغرؑ کو یہ کہنا۔ بیٹا

یاد ہے پیاس مجھے اے مرے جانی تیری
ملے پانی تو کروں فاتحہ خوانی تیری

سہکے دکھ مر گئی افسوس یتیمِ شبیرؑ | باپ کے غم میں جسے رونے نہ دیتے تھے شریر
کفن و دفن کی تدبیر کریں کیسے اسیر | ایک وارث ہے مگر بستۂ طوق و زنجیر

ضعف سے ہلنے کی طاقت نہیں تھرّاتا ہے
خاک سے سر جو اٹھاتا ہے غش آ جاتا ہے

کھولا دربانوں نے دروازۂ زندانِ بلا | آہ و زاری کا اسیروں میں سوا شور ہوا
ایک بیمارِ حزیں۔ درد و الم کا مارا | دوہری بیڑیاں پہنے ہوئے باہر آیا

گود میں ایک جنازہ لئے تھراتا ہے
لڑکھڑاتے ہیں جو پاؤں تو ٹھہر جاتا ہے

شامیوں سے بصد اندوہ کیا اس نے بیاں | اے تماشائیو۔ مجھ پر کرو اتنا احساں
کہو کس سمت ہے اس شہر میں وہ قبرستان | دفن مظلوم غریبوں کے جنازے ہیں جہاں

نہ سہارا۔ نہ کفن چاہیئے زنہار مجھے
قبر ہے اپنی بہن کے لئے درکار مجھے

راہگیروں نے ترس کھا کے یہ قیدی سے کہا | دے جنازہ ہمیں۔ ہم ہاتھ بٹائیں تیرا
کانپ کر شرم سے بیمارِ الم کہنے لگا | غیر ہاتھ اس کو لگائیں یہ نہیں ہو سکتا

جگرِ شافعِ محشر کا جنازہ ہے یہ
دخترِ سبطِ پیمبرؐ کا جنازہ ہے یہ

اس بیاں سے ہوئے دل اہلِ تماشہ کے ملول | دفن کر آیا بہن کو خلفِ سبطِ رسولؐ
بس ظہورِ جگر افگار مناسب نہیں طول | دیکھ مجلس میں ہیں موجود علیؑ اور بتولؑ

باندھ کر دستِ ادب عرض کر امداد کریں
قید و بندِ غم و ہم سے تجھے آزاد کریں

مرثیہ

کسی معصوم نے جب شام کے زنداں میں دم توڑا | اسیری نے اسیروں پہ عجب کوہِ الم توڑا
ستم کی آندھیوں نے غنچۂ شاہِ امم توڑا | کہا سجادؑ نے پھر دل مرا اے ضربِ غم توڑا

کروں تدبیر کیا غسل و کفن کی بے وطن ہوں میں
مقفل قید خانے میں گرفتارِ رسن ہوں میں

علیٔ مرتضیٰ مشکل کشا، امداد کو آئیں | پڑی ہے خاک پر نعشِ سکینہؑ دیکھ تو جائیں
ذرا دادی جنابِ فاطمہؑ تکلیف فرمائیں | دلائیں غسل پوتی کو کفن پہنائیں دفنائیں

ردائیں لٹ چکیں طوق پڑے ہیں اسیروں کے
اٹھاتے جائیں گے احساں نہ ہم سے راہگیروں کے

یزید اپنے محل میں بسترِ عصیاں پہ سوتا تھا | علیٔ مرتضیٰ نے خواب میں ناری کو ٹھکرایا
کہا شیرِ خدا نے کھول آنکھیں سنگ دنیا | ہمارے صبر سے ایسا بڑھا ہے حوصلہ تیرا

ستا کر آلِ پیغمبرؐ کو نازاں ہو رہا ہے تو
رسول اللہ کو بے چین کر کے سو رہا ہے تو

اسے ملعون قیدی رو رہے ہیں قید خانے میں | خبر بھی ہے ستم کیا ہو رہے ہیں قید خانے میں
غریبوں کے مقدر سو رہے ہیں قید خانے میں | یہ ان سے پوچھ کیوں جاں کھو رہے ہیں قید خانے میں

اٹھاتی دکھ کہاں تک صاحبِ تطہیر کی بیٹی
گھٹا رہی سے دم بے جاں ہوئی شبیر کی بیٹی

ستم سے باز آ ملعون اسیروں کو رہا کر دے | تجھے میں حکم دیتا ہوں اسیروں کو رہا کر دے
بہت بھگتے ظلم کب تک یوں اسیروں کو رہا کر دے | نہ پی انسانیت کا خون اسیروں کو رہا کر دے

نہ مردہ جان رنگِ محفلِ ہستی پلٹ دوں گا
سحر ہونے سے پہلے شام کا تختہ الٹ دوں گا

یزیدِ نحس گھبرا کر اٹھا دوڑا سوئے زنداں | پکارا دور ہی سے بابِ زنداں کھول دیں دیا
اسیروں سے کہو دفنائیں بچی کو بعزّ و شاں | مہیا ہو ابھی جو کچھ انہیں درکار ہو ساماں

اتارے ہتھکڑی بیمار کی حداد سے کہہ دو
گلا میت کا کھولیں سیدِ سجادؑ سے کہہ دو

ہوا حداد حاضر کھول کر دروازۂ زنداں | اتاریں عابدؑ بیمار کے ہاتھوں سے ہتھکڑیاں
بھڑک اٹھی مریضِ غم کے دل کی آتشِ سوزاں | سکینہؑ کو پکارے اے بہن بھائی کی جاں قرباں

گئیں سوئے جناں زنداں سے کیا کیا امتحاں دیکر
ہمارے ہاتھ کھلواتے میں تم نے اپنی جاں دیکر

درِ زنداں پہ اکثر خادمِ بدعت شعار آئے | اندھیری رات تھی شمعیں لیے کچھ اہلِ نار آئے
گلِ باغِ نبیؐ کا دل چھد نصرت کو خار آئے | جو دیکھا قاتلوں کو یاد اپنے رشتہ دار آئے

کفن لیکر ہوا حاضر جو خولیِ لعیں در پہ
سنبھالے بیڑیوں کو آئے سجادِؑ حزیں در پہ

کہا سجادؑ نے خولی کفن لے جا نہ لونگا میں | کوئی احسان سر پہ دشمنِ دیں کا نہ لونگا میں
جو لائے خلعتِ زرتار بھی جاشانہ لونگا میں | کفن کوئی سوائے چادرِ زہراؑ نہ لونگا میں

کہو حاکم سے جا کر چادریں بیووں کی بھجوا دے
مریضِ غم بہن کو آخری پوشاک پہنا دے

گیا خولی دیا سجادؑ کو پیغام حاکم کو | ستاتا جو خوفِ حیدرؑ کرار ظالم کو
منگائی چادرِ بنتِ نبیؐ بھجوا کے خادم کو | رکھی طشتِ طلا میں اور دی اپنے ملازم کو

کہا عابدؑ کو دے تحفہ نبیؐ زادی کی چادر کا
سکینہؑ کو میسر ہو کفن دادی کی چادر کا

ملی چادر سکینہؑ کو کفن زینبؑ نے پہنایا | کیا ماتم اسیروں نے کہ عرشِ پاک تھرایا
بہن کے آخری دیدار کو بیمار جب آیا | طمانچوں کے نشاں دیکھے تو روئے اور فرمایا

بہن یہ داستانِ بیکسی بابا سے کہہ دینا
طمانچے کس قدر مارے گئے دادا سے کہہ دینا

کیا بیبیوں نے ماتم دیکھ کر صورت سکینہؑ کی　　تمنا تھی کریں کچھ آخری خدمت سکینہؑ کی
اٹھائی ایک کے بعد ایک نے میت سکینہؑ کی　　گوارا قید خانے کو بھی فرقت سکینہؑ کی
نظر آتا نہ تھا ہمدرد کوئی بھی زمانے میں
بنا دی قیدیوں نے قبر خود ہی قید خانے میں

ہوئی جب بند تربت چاہنے والوں کو غش آیا　　جب آیا ہوش رو کر حضرت زینبؑ نے فرمایا
زمانے نے عجب شرمندگی کا دن ہے دکھلایا　　سکینہؑ مر گئی ناخوش نہ ہو زینبؑ سے ماں جایا
اسیری میں ہوئی مجھ سے نہ خدمت کچھ سکینہؑ کی
امانت چھن گئی پردیس میں شاہِ مدینہ کی

تصور میں کہا زخمِ جگر ناسور ہے بھائی　　نہ کھانا ہے نہ پانی ہے بہن مجبور ہے بھائی
نہیں ممکن یہاں دنیا کا جو دستور ہے بھائی　　پڑھوں گی قبر پر قرآں یہی مقدور ہے بھائی
دلاؤں نذر کس شے پر سکینہؑ کی پریشاں ہوں
گدائی بھی نہیں ممکن اسیرِ کنجِ زنداں ہوں

شبیرؑ تو موجود ہی تھا قید خانے میں　　اسیروں نے سنی آوازِ شہ آنسو بہانے میں !
بہن زینبؑ بہن ہوگی نہ تم ایسی زمانے میں　　فضیلت ہے بہن حاصل تمہیں سارے گھرانے میں
کئے ہیں کام وہ تم نے اخی کی آبرو رکھ لی
دکھا دی عظمتِ زہراؑ۔ علیؑ کی آبرو رکھ لی

نہ گھبراؤ نہ شرماؤ بہت خوش تم سے بھائی ہے　　ہے پوشیدہ کہاں جو کچھ بلا تم نے اٹھائی ہے
تمہارے ساتھ اماں ہی نہیں ساری خدائی ہے　　بزرگوں نے مصیبت اے بہن ورثے میں پائی ہے
یہی تھا مقصدِ اسلام پورا کر دیا تم نے
جو باقی رہ گیا تھا کام پورا کر دیا تم نے

جھکے ہمراہِ زینبؑ سب حرم تعظیمِ سرور کو　　پکاریں بنتِ زہراؑ چوم کر ماں جائے کے سر کو
تسلی ہو گئی بھائی بہن کے قلبِ مضطر کو　　ظہور اب التجا تو بھی سنا دے ابنِ حیدرؑ کو
دلِ تیرہ ولا سے آپ کی پُر نور ہو جائے
مدد فرمائیے مولاؑ مصیبت دور ہو جائے

مرثیہ

بزمِ عزا ہے عزمِ مصمم کی یادگار | مجلس ہے شاہکارِ محرم کی یادگار
اس اولین محفلِ ماتم کی یادگار | قائم ہوئی دمشق میں جب غم کی یادگار

سر پیٹتا تھا ہر متنفس دمشق میں !!
زینبؑ نے خود پڑھی تھی یہ مجلس دمشق میں

جب اہلبیت قیدِ ستم سے رہا ہوئے | داخل قیام گاہ میں زین العباؑ ہوئے
پابندیاں اٹھیں تو وہ محوِ بکا ہوئے | بیتاب فرطِ غم سے سب اہلِ عزا ہوئے

روئے جو ایک نظر دیکھ دیکھ کر
غش پر غش آئے پیاروں کے سر دیکھ کر

پیاروں کے سر لئے ہوئے بیٹھی تھیں بی بیاں | سامان لوٹ کا بھی پڑا تھا یہاں وہاں
بنتِ علیؑ تھیں شدتِ ماتم سے نیم جاں | پرسے کو جمع ہونے لگیں شام والیاں

کہتی تھیں سب یزید نے کیا ظلم ڈھائے ہیں
آلِ نبیؐ کے خون سے دریا بہائے ہیں

مشک و علم لہو سے بھرے جب نظر پڑے | دل میں دمشق والیوں کے تیر سے گڑے
بولیں کہ پیاسے سقے سے بھی اہلِ کیں لڑے | تیروں سے مشک چھید دی لعیں تھے شقی بڑے

کلثومؑ بولیں بھائی کو تھا پاس بھائی کا
یہ سر ہے یہ علم مرے عباسؑ بھائی کا

قاسمؑ کے سر کو دیکھ کے بولی کوئی حزیں | اللہ ایسا ظلم ہوا ہے کبھی کہیں
شادی کے دن شہید ہو نوشاہِ نازنیں | بولیں یہ امِّ فروہ یہ تھا میرا مہ جبیں

پورا قضا نے کر دیا ارمان بیاہ کا
سہرا ہے میری آنکھوں میں نورِ نگاہ کا

دو سر جدا جدا جو نظر بی بیوں کو آئے | ہاتھوں سے منہ کو پیٹ کے بولیں کہ ہائے ہائے
ان بیکسوں کی ماں بہنیں جو اشکِ غم بہائے | زینبؑ نے دل کو تھام کر الفاظ یہ سنائے

ماں کیسے بیٹھے اپنی کمائی کے سوگ میں
بھولی ہوئی ہوں بیٹوں کو بھائی کے سوگ میں

یہ سن کے شام والیوں نے پیٹے اپنے سر | ناگاہ آگیا علیؑ اکبر کا سر نظر
پوچھا یہ کس کے باغِ تمنا کا تھا ثمر | لیلیٰؑ پکاریں ہائے مرا غیرتِ قمر

ہم صورتِ رسولؐ تھا حیدرؑ خصال تھا
اٹھارویں برس میں مرا نونہال تھا

وہ عورتیں جو آئیں نبیؐ زادیوں کے پاس — احوال دیکھ دیکھ کے روئیں بدرد و یاس
اصغرؑ کا سر جو دیکھا تو جاتے رہے حواس — بولیں یہ کس غریب کا بچہ تھا کس کی آس
اس غنچے پر بھی خنجرِ خونخوار چل گیا
زندہ ہے اسکی والدہ یا دم نکل گیا

دل تھام کر یہ بنتِ علیؑ نے دیا جواب — اے بی بیو بتلائے تمہیں کیا جگر کباب
بیٹا حسینؑ کا تھا گلِ باغِ بوترابؑ — بیٹھی ہوئی ہے سر کے قریب اسکی ماں ربابؑ
گردش جہاں کی گود کو ویران کر گئی
بیٹی جو تھی وہ شام کے زنداں میں مر گئی

دیکھا سرِ حسینؑ جو باچشم اشکبار — بولیں لرز لرز کے خواتینِ دل فگار
اس کے نشانِ سجدہ سے ہے صفا آشکار — مقبولِ بارگاہِ خدا ہے یہ دیندار
زینبؑ پکاریں فاطمہؑ کا نورِ عین ہے
پیغمبرِ خدا کا نواسہ حسینؑ ہے

سنکر دمشق والیوں نے بیکسوں کے حال — ماتم کیا بکھیر کر اپنے رخوں پہ بال
روتی ہوئی گھروں کو چلیں پھر بصد ملال — جا جا کے اپنے شوہروں سے یوں کیا مقال
سمجھے ہو دوست کافرِ مسلم نما کو تم
کیا دو گے کل جواب رسولِ خدا کو تم

سر کٹ گیا حسینؑ کا تم دیکھتے رہے — کنبہ نبیؐ کا لٹ گیا تم دیکھتے رہے
بدنام دینِ حق ہوا تم دیکھتے رہے — جو دیکھنا روا نہ تھا تم دیکھتے رہے
اب بھی نہ سر جو شرم سے اپنے جھکاؤ گے
دوزخ میں کل یزید کے ہمراہ جاؤ گے

سن کر بیان عورتوں کا رو دئے سارے مرد — عابدؑ کے پاس پرسے کو آئے وہ فرد فرد
احساس اور شرم سے اٹھا جو دل میں درد — زین العباؑ سے کہنے لگے بھر کر آہِ سرد
برسوں لہو رلائیگی اپنی خطا ہمیں
حضرت کریں معاف تو بخشے خدا ہمیں

سجادؑ عذر سن کے نہ دیتے تھے کچھ جواب — روتے تھے سر جھکائے ہوئے باپ کو جناب
آخر چلے دمشق سے ساداتِ دل کباب — غش ہو گئیں لحد پہ سکینہؑ کی پھر ربابؑ
گونجا دمشق ماتمِ اصحابِ صبر سے
لپٹی پھوپی جو اپنی بھتیجی کی قبر سے

نوحہ کیا سکینہؑ پھوپی جا رہی ہے آہ — لیکن تمہارے ہجر میں ہے حالِ دل تباہ
بیٹی سکینہؑ دل میں نہ کڑھنا پئے اللہ — جا کر مدینے آؤنگی واپس خدا گواہ
کچھ دن نہ ہوگا کوئی بھی پیاری لحد کے پاس
میری لحد بنے گی تمہاری لحد کے پاس

پھر اہلِ شام سے کیا مخدومہ نے بیاں | اولادِ بوالحسن کو مرے غم کی داستاں
جاتی ہوں میں تو شام سے مجبور و نیم جاں | دشمن کوئی مٹائے نہ اس قبر کا نشاں
رکھو گے چشمِ لطف جو قبرِ یتیم پر
احسان ہوگا روحِ رسولِ کریم پر

فرصت ملے تو شمع جلا دینا قبر پر | ممکن اگر ہو پھول چڑھا دینا قبر پر
آنسو کبھی گریں تو گرا دینا قبر پر | ایسا کوئی نشان بنا دینا قبر پر
معلوم ہو نبیؐ کی نواسی کی قبر ہے
پانی چھڑکتے رہنا یہ پیاسی کی قبر ہے

خاموش ہو ظہور کہ ہے طول ناگوار | ہیں اشکبار غم سے عزادارِ دل فگار
اب عرض بنتِ فاطمہ سے کر بانکسار | شہزادی چند سال سے دل کو نہیں قرار
ہو جائیں جلد دور پریشانیاں مری
کر دے خدا معاف بداعمالیاں مری

مرثیہ

غل ہے دمشق میں کہ اسیرِ ستم چھٹے | نادم ہوا یزیدؔ نبیؐ کے حرم چھٹے
بازو رسن سے کھل گئے پابندِ غم چھٹے | رونے کا حکم مل گیا با چشمِ نم چھٹے
زین العباؑ کے پاؤں سے بیڑی جدا ہوئی
زینبؑ کے سر کو آج میسر ردا ہوئی

اب طوقِ خاردار گلے میں نہیں مگر | نازک گلا مریض کا زخمی ہے اس قدر
بہتا ہے خونِ تازہ بدن سے تمام تر | بارِ گراں کی طرح سنبھالا ہوا ہے سر
افراطِ درد و کرب سے ہلنا محال ہے
پھوپھیاں گلے ملیں بھی تو ملنا محال ہے

اٹھتے ہیں خاک سے تو سنبھلنے کا دم نہیں | سنبھلیں اگر تو پہلو بدلنے کا دم نہیں
پھوپھیاں انہیں اٹھائیں تو چلنے کا دم نہیں | زنداں کا در کھلا ہے نکلنے کا دم نہیں
بڑھتے نہیں جو در کی طرف نیم جاں کے پاؤں
پنڈلی کے زخم روکتے ہیں ناتواں کے پاؤں

ماں دیکھتی ہے نبض تو جی سنسناتا ہے | بیٹے کا حالِ زار کلیجہ ہلاتا ہے
بیوارثی کا خوف جو دل کو ستاتا ہے | کہتی ہے کیا یہ لال بھی ہاتھوں سے جاتا ہے
لوگو دعائیں دو مرے یوسفؑ جمال کو
آئے نہ موت قید میں اس خوش خصال کو

عابدؑ کو موت آئی اگر قید خانے میں ۔۔۔ وارث نہ ہوگا کوئی ہمارا زمانے میں
باقرؑ فقط بچا ہے علیؑ کے گھرانے میں ۔۔۔ مشغول ہوگا باپ کی تربت بنانے میں

غسل و کفن نہ ہو جو میسر تو غم نہیں
دفنائے لاش باپ کی تنہا یہ دم نہیں

عابدؑ نے آہ بھر کے بصد کرب یہ کہا ۔۔۔ اچھا تھا قید ہی میں جو آتی ہمیں قضا
لیکن کسی کا امرِ الٰہی میں دخل کیا ۔۔۔ دیکھیں گے غم دکھائیں گے جو بانیِ جفا

دامن کو آنسوؤں سے بھگوتے رہیں گے ہم
چالیسؑ سال باپ کو روتے رہیں گے ہم

زین العبا حرم کے سہارے جو در تک آئے ۔۔۔ زینبؑ نے سر کو پیٹ کے الفاظ یہ سنائے
کیسے دمشق چھوڑ کے زینبؑ مدینے جائے ۔۔۔ مجھ کو لہو رلائے گا دردِ فراق ہائے

چھینا اجل نے مجھ سے امانت کو بھائی کی
وہ مر گئی جسے تھی تمنا رہائی کی

افسوس بنتِ شاہِ مدینہ ہے قبر میں ۔۔۔ روئی جو رات دن وہ حزینہ ہے
میری محبتوں کا دفینہ ۔۔۔ کنبے کے دل کا چین سکینہؑ ہے قبر میں

قبرِ سکینہؑ چھوڑ کے ذلت اٹھاؤں گی
عباسؑ کے مزار پہ کس منہ سے جاؤں گی

پہنچے جو کنبے والے سکینہؑ کی قبر پر ۔۔۔ کرنے لگے وہ نالے سکینہؑ کی قبر پر
ارماں جو تھے نکالے سکینہؑ کی قبر پر ۔۔۔ زینبؑ جگر سنبھالے سکینہؑ کی قبر پر

فرما رہی تھیں اے مرے اللہ کیا کروں
کس کے سپرد امانتِ آلِ عبا کروں

کوئی عزیز ہے نہ مددگار ہے یہاں ۔۔۔ ہر اہلِ شام در پئے آزار ہے یہاں
ہر لحظہ گرم ظلم کا بازار ہے یہاں ۔۔۔ محفوظ رہنا قبر کا دشوار ہے یہاں

یا رب سبیل کر دے مرے دل کے چین کی
محفوظ قبر کر دے یتیمِ حسینؑ کی

آوازِ گریہ شہر میں گونجی جو ناگہاں ۔۔۔ مرد و زن گھروں سے نکل آئیں بی بیاں
زینبؑ نے آنے والیوں سے یوں کیا بیاں ۔۔۔ اے بی بیو ابھی نہ کرو شیون و فغاں

اک التماس سن لو تو آنسو بہانا تم
ظلم و ستم کی یاد نہ دل سے بھلانا تم

معلوم ہے تمہیں جو یہاں ہم نے دکھ اٹھائے ۔۔۔ جس حال سے ہم آئے کسی کو خدا نہ لائے
سر ننگے ہم پھرے سرِ بازار ہائے ہائے ۔۔۔ کرتی ہوں یہ دعا نہ بُرا وقت تم پہ آئے

بچے تمہارے خوش رہیں تم کو الم نہ ہوں
جو غم ہمیں پڑے ہیں کسی کو وہ غم نہ ہوں

مدفون تمہارے پاس ہے جانی حسینؑ کی | میں چھوڑے جا رہی ہوں نشانی حسینؑ کی
ممکن نہ ہو جو مرثیہ خوانی حسینؑ کی | سب کو سناتی رہنا کہانی حسینؑ کی
بچوں سے اپنے جب کبھی دل شاد کیجیو
اس بے پدر کی قبر کو بھی یاد کیجیو

اے شام والیو ہے اس بات کا خیال | دل میری اس بھتیجی کا حساس ہے کمال
محبوب میں بہت اسے اطفال خورد سال | ناراض اگر کبھی تمہیں کر دیں تمہارے لال
کرنا معاف شاہِ مدینہ کا واسطہ
جھڑکی انہیں نہ دینا سکینہؑ کا واسطہ

ششماہہ ایک بھائی جو تھا اس یتیم کا | دشتِ بلا میں اس کا گلا تیر سے چھدا
ہر چند دفن زیرِ زمیں تھا وہ مہ لقا | ظالم نے قبر کھود کے لاشے پہ کی جفا
بہتا تھا خونِ تازہ زمیں پر صغیر کا
دیکھا تھا اس نے کٹتے ہوئے سر صغیر کا

فرصت ملے تو شمع جلا دینا قبر پر | ممکن اگر ہو پھول چڑھا دینا قبر پہ
آنسو کبھی گریں تو گرا دینا قبر پہ | ایسا کوئی نشان بنا دینا قبر پہ
ظاہر یہ ہو نبیؐ کی نواسی کی قبر ہے
پانی چھڑکتی رہنا یہ پیاسی کی قبر ہے

دل ہے مرا فراقِ سکینہؑ سے چور چور | مجبور جا رہی ہوں مگر آؤں گی ضرور
قبرِ سکینہؑ سے نہ مری قبر ہوگی دور | اب تو بھی عرض حضرتِ زینبؑ کی ہے حضور
روضے پہ اپنے جلد بلا لیجیے مجھے
گلزارِ کربلا بھی دکھا دیجیے مجھے

نوجوانو تمہیں اکبرؑ نے دیا ہے یہ پیام | موت ہے شہد اگر دل ہے مطیعِ اسلام
نوجواں خون بدلتا ہے زمانے کا نظام | شکر اللہ کا اپنا تو ہوا نیک انجام

ظلم سہہ کر نہ کبھی نالۂ و فریاد کرو
یاد کر کے ہمیں اسلام کی امداد کرو

ایک پیغام یہ عوراتِ مدینہ سن لیں | شدتِ غم سے نہ پیٹیں سر و سینہ سن لیں
بحرِ ماتم میں ہوا غرق سفینہ سن لیں | کہہ گئے یہ مر گئیں زنداں میں سکینہؑ سن لیں

میری ہم جولیو کرنا ہے اگر شاد مجھے
سورۂ فاتحہ پڑھ پڑھ کے کرو یاد مجھے

ہو گیا حشر بپا جب یہ سنے پیغامات | شاہِ مظلوم کا ہونے لگا ماتم دن رات
حاکمِ شام کو لکھ دی کسی حاسد نے یہ بات | قید سے چھٹ کے جو آئے ہیں مدینے سادات

پرورش پانے لگا فتنہ عداوت کا تری
کہیں تختہ نہ الٹ جائے حکومت کا تری

جب لعین ستم اطوار کو یہ خط پہنچا | جل گیا دشمنِ دیں شام سے لشکر بھیجا
فوج نے عابدؑ بیمار کو پھر قید کیا | لے چلے شام کی جانب جو انہیں واویلا

پھر نظر آیا زمانے کو نقابِ زینبؑ
چل پڑیں ساتھ بھتیجے کے جنابِ زینبؑ

مرثیہ

شام کی قید سے جب چھوٹ کر آئے سجادؑ | روتے تھے پنڈلیوں کے زخم چھپائے سجادؑ
غل مدینے میں ہوا بیوؤں کو لائے سجادؑ | کوئی باقی نہیں مردوں میں سوائے سجادؑ

قتل بچے بھی ہوئے سیدِ ابرارؐ کے ساتھ
باقرؑ آئے ہیں فقط عابدؑ بیمار کے ساتھ

آئے جب اہلِ وطن پرسے کو با آہ و بکا | سب سے یہ سیدِ سجادؑ نے رو رو کے کہا
اَیُّهَا النَّاس ہوئے قتل ہمارے بابا | مجھ سے فرمایا تھا جاؤ جو وطن میں بیٹا

کہنا ہر اہلِ مدینہ کو سلامِ شبیرؑ
دوستوں کو یہ سنا دینا پیامِ شبیرؑ

اپنی بربادیوں کا مجھ کو نہیں مطلق غم | کریں برباد نہ محنت مری اہلِ عالم
اشکِ الفت ہیں مرے زخمِ جگر کا مرہم | بھول جانا نہ مری پیاس تمہیں میری قسم

میرا کردار زمانے کو دکھاتے رہنا
اپنے اشکوں سے مری پیاس بجھاتے رہنا

کارواں شام کی سرحد میں جو پہنچا سرِ شام
متصل شہر سے تھا باغ کیا اس میں قیام
دیکھکر باغ کو رونے لگی ہمشیرِ امامؑ
واقعہ پہلی اسیری کا جو یاد آیا تمام

حال تغیر ہوا فاطمہؑ کی جائی کا
شاخ میں لٹکا ہوا دیکھا تھا سر بھائی کا

بنتِ حیدرؑ گئیں روتی ہوئی نزدیکِ شجر
ہاتھ پھیلا کے کہا اے شجرِ بار آور
تیرا احسان ہے یہ بنتِ علیؑ کے سر پہ
تیری شاخوں سے بندھا تھا مرے ماں جائے کا سر

اے شجر تجھکو خبر بھی ہے وہ سر کس کا تھا
مالکِ باغِ جناں تاجِ سرِ طوبیٰ تھا

رو رہی تھی یہ بیاں کر کے جو وہ دکھ پائی
باغباں باغ میں تھا ایک شقیِ ازلی
بیلچہ لیکے چلا۔ دشمنِ اولادِ نبیؐ
سر پہ اس زور سے مارا کہ زمیں کانپ گئی

سر کے ٹکڑے ہوئے روئیں نہ پکاریں زینبؑ
خاک پر گر کے سوئے خلد سدھاریں زینبؑ

بیلچہ کھا کے جو بے جان ہوئیں بنتِ زہراؑ
آہ کی سیدِ سجادؑ نے سر پیٹ لیا
رو کے بیمار نے لاشے سے پھوپی کے یہ کہا
کیوں پھوپی جان کہاں چھوڑ چلیں مجھ کو بتا

اپنے غم میں بھی بھتیجے کو رلایا تم نے
دیس کو چھوڑ کے پردیس بسایا تم نے

آئی تھیں آپ تو کرنے کو حفاظت میری
وہ دکرتی تھیں بہر طور مصیبت میری
آپ کے سامنے بنتی کہیں تربت میری
رہ گئی آہ مرے دل ہی میں حسرت میری

سہہ کے غم آپ نے دم توڑ دیا جنگل میں
مجھکو رونے کے لیے چھوڑ دیا جنگل میں

اب سنیں اہلِ عزا درد و مصیبت کا بیاں
روئے جب سیدِ سجادؑ مثنے دشمنِ جاں
باغباں سے کہا عابدؑ نے بصد آہ و فغاں!
کچھ خبر ہے کسے بیجان کیا اے ناداں

فخرِ مریمؑ ہے یہ ہم منزلتِ سارا ہے
یہ پیغمبرؐ کی نواسی ہے جسے مارا ہے

کیا کہیگا تو اگر پوچھینگے محبوبِ خدا
کیوں لعیں میری نواسی کی تھی کیا ایسی خطا
کردیا قتل یہ دی گریہ و زاری کی سزا
پوچھ تو لیتا بکا کرتی ہے کیوں اے کھیا

کیا تھا نقصان ترا اشکوں سے جو منہ دھوتی تھی
میرے مظلوم نواسے کے لیے روتی تھی!

آکے ٹھہری جو یہاں پہلا سفر یاد آیا
باغ پہچان لیا اور شجر یاد آیا
پھول کوئی کرتی غنچہ۔ نہ ثمر یاد آیا
اپنے ماں جائے کا لٹکا ہوا سر یاد آیا

حق یہ بھائی کی محبت کا ادا کرنے لگی
دل تڑپنے لگا فریاد و بکا کرنے لگی

جانبِ دشتِ بلا پھر گئی عابدؑ کی نگاہ | ہاتھ اٹھا کر یہ کہا اے پدرِ عالیجاہ
آپ تو چھوٹ گئے رنج سے اے عرش پناہ | میں ستم سہنے کو جیتا ہوں ابھی تک یا شہ

سہہ رہا ہوں ستم اسیری کے الم حضر میں
کیا یہ قبریں بھی بنانا تھا رقم محضر میں

آئی سجادؑ کے کانوں میں یہ آوازِ حسینؑ | صبر کر جانِ پدر صبر کر اے نور العین
تو ہے بے چین تو ہم کو بھی نہیں حاصل چین | ہیں ترے ساتھ پریشان رسول الثقلین

فاطمہؑ نعش پہ ہیں شہِ عقدہ کشا روتے ہیں
تیری تنہائی پہ خاصانِ خدا روتے ہیں

کیا خبر کیسے دیا غسل و کفن عابدؑ نے | کھود کر قبر گرفتارِ رسن عابدؑ نے
دفن کی لاش بصد رنج و محن عابدؑ نے | کہے رو رو کے یہ پُردرد سخن عابدؑ نے

شام کی خاک تیری قدر بڑھا دی میں نے
قبر اک اور یہاں آ کے بنا دی میں نے

پھر تصور میں سکینہؑ کے یہ رو رو کے کہا | آپ کے دیس میں پھر آیا ہے قیدی بھیا
پیشوائی کے لیے آؤ سکینہؑ بہنا | ہیں پھوپی جان بھی ہمراہ نہیں میں تنہا

اب اسی دیس میں فرمائیں گی آرام پھوپی
آپ کے پاس رہیں گی سحر و شام پھوپی

کیوں بہن تم کو وطن یاد تو آتا ہوگا | وہ مدینے کا چمن یاد تو آتا ہوگا
سینۂ شاہ زمن یاد تو آتا ہوگا | کربلا موت کا بن یاد تو آتا ہوگا

اپنی وہ پیاس تمہیں یاد تو ہوگی بہنا
مشکِ عباسؑ تمہیں یاد تو ہوگی بہنا

کیوں بہن اب تو نہیں پشت پہ دُرّوں کے نشاں | تھے گلے پر رسنِ ظلم کے صدموں کے نشاں
اب تو باقی نہیں گالوں پہ طمانچوں کے نشاں | بازوؤں پر بھی تمہارے تھے سنانوں کے نشاں

کیسا برتاؤ ہے زنداں کے نگہبانوں کا
ہاں بہن یہ تو کہو حال ہے کیا کانوں کا

گوشواروں کیلئے کان ہوئے تھے زخمی | پشت بھی شمر کے دُرّوں سے تھی زخمی بی بی
مگر ان زخموں سے تم کو نہ اجل آئی تھی | سن سکو گی جو سنائیں تمہیں ہم بات نئی

تھی محبت یہ تمہاری جو یہاں لائی ہے
زخم کھایا وہ پھوپی نے کہ اجل آئی ہے

کہا کرتی تھیں پھوپی پیار سے یہ اکثر اوقات | روزِ عاشور کہی تھی مرے بھائی نے یہ بات
اے بہن سر پہ ہو کیسا ہی ہجومِ آفات | چھوڑنا ہاتھ سکینہؑ کا نہ تا حدِّ حیات

تازیانوں سے طمانچوں سے بچانا اس کو
قید میں بھی کبھی تنہا نہ سلانا اس کو

ہائے میں شام کے زنداں میں سکینہ سے چھٹی — ہوگئی دور سکینہ سے مدینے آئی
خوب تھا قبر اگر میری وہیں پہ بنتی — ہوگئی آج پھوپی جان کی تمنا پوری

آبسیں بنتِ شہنشاہِ مدینہ کے قریب
بن گئی ان کی لحد قبرِ سکینہ کے قریب

بزم کو تابِ سماعت نہیں خاموش ظہورؔ — عرض کر دستِ ادب باندھ کے عابدؑ کے حضور
واسطہ بنتِ یداللہ کا اللہ کے نور — ہو عطا مدحِ ائمہؑ کے سوا ذوق و شعور

عفوِ عصیاں ہوں خدا لطف و عنایت کردے
میرے ماں باپ کو بھی داخلِ جنت کردے

مرثیہ جناب اُمِ رباب سلام اللہ علیہا

شامی جو شمعِ دینِ الٰہی بجھا چکے — ناری خیامِ آلِ پیمبر جلا چکے
ملعون سناں پہ سرِ شہدا کے چڑھا چکے — بیدیں نبیؐ کے کنبے کو قیدی بنا چکے

تھا بغض ایسا آلِ رسالت پناہ سے
بیوارثوں کو لے چلے مقتل کی راہ سے

جب درمیانِ گنجِ شہیداں ہوا گزر — آئے نظر عزیزوں کے لاشے لہو میں تر
صدمے سے بیکسوں کے لرزنے لگے جگر — اونٹوں سے اہلبیتؑ گرے کانپ کانپ کر

درپیش تھا فراق جوان دل نشینوں سے
لپٹا لیا شہیدوں کے لاشوں کو سینوں سے

لیٹی تھی اپنے بیٹے کے لاشے سے کوئی ماں — کوئی بہن تھی بھائی کے لاشے پہ نیم جاں
دریا کی سمت تھی کوئی زار و حزیں رواں — کوئی پکارتی تھی مرا باپ ہے کہاں

اک سوگوار خاک اڑاتی تھی دشت میں
کچھ ڈھونڈتی ہوئی چلی جاتی تھی دشت میں

کھودی ہوئی زمیں جو لسے ایک جا ملی
بیتاب ہو کے فرطِ محبت سے گر پڑی
بے سر جو دیکھی لاش وہاں شیر خوار کی
اک بار ہائے منہ سے کہا اور غش ہوئی
شیعو خبر ہے کون یہ عالی جناب تھیں
اصغرؑ کی سوگوار یہ اُمِّ رباب تھیں

چلنے لگا جو شام کی جانب وہ کارواں
قبرِ پسر سے اٹھیں یہ مجبور و ناتواں
بے سر جو دیکھی دھوپ میں لاشِ شہِ زماں
رو کر کہا حسینؑ۔ ہو قربان میری جاں
سایہ نہیں حضور پہ روؤنگی عمر بھر
اب میں بھی زیرِ سایہ نہ بیٹھونگی عمر بھر

آئے رہائی پا کے مدینے میں جب حرمؑ
کرتے تھے نوحہ وارثوں کے غم میں دم بدم
آب و طعام بھولے تھے وہ مبتلائے غم
راوی بیان کرتا ہے اب یوں بصد الم
اس طرح اپنا عہد نباہا ربابؑ نے
آنے دیا نہ جسم پہ سایہ ربابؑ نے

رہتی تھیں صحنِ خانہ میں ہر دم وہ سوگوار
برسات ہو کہ دھوپ نہ اٹھتی تھیں وہ نزار
کرتی تھیں با عبادتِ خلاقِ روزگار
یا رہتی تھیں غمِ علی اصغر میں اشکبار
بڑھتا گیا جو ضعف خمیدہ کمر ہوئی
شمعِ حیات مثلِ چراغِ سحر ہوئی

مختارؓ قیدِ کوفہ سے جب ہو گئے رہا
اور اختیارِ تختِ حکومت پہ مل گیا
مارا اسے جو قاتلِ آلِ نبیؐ ملا
فی النار جبکہ ابن زیادِ لعیں ہوا
خوش ہو کے شکرِ خالقِ کون و مکاں کیا
اک نامہ بر کو جانبِ یثرب رواں کیا

عرضی لکھی یہ عابدؑ عالی مقام کو
مارا ہے قاتلانِ شہِ تشنہ کام کو
مولا یہ آرزو ہے اس ادنیٰ غلام کو
حضرت اتاریں رختِ عزائے امامؑ کو
سیدانیوں سے کہئے نہ آہ و بکا کریں
کھائیں پئیں غلام کے حق میں دعا کریں

پائی ہے میں نے یہ بھی خبر یا امامِ دیں
بیٹھی ہیں صحنِ خانہ میں بی بی کوئی حزیں
ڈر ہے مجھے ہلاک نہ ہو جائیں وہ کہیں
فی النار ہو چکا ہے بنِ کاہلِ لعیں
دل کو سنبھالیں اب علیؑ اصغر کا واسطہ
سایہ میں بیٹھیں سبطِ پیمبرؐ کا واسطہ

نامہ امامؑ عصر نے مختار کا پڑھا
بیت الشرف میں جا کے یہ مخدومہ سے کہا
یہ دھوپ اور اوس کی تکلیف تا کجا
اماں ہمیں یہ خط میں ہے مختارؓ نے لکھا
ہو گی اسے خوشی اگر آرام پائیں آپ
میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ سائے میں آئیں آپ

مخدومہ نے سنا جو یہ فرمان امامؑ کا   رو کر کہا اٹھاؤ اگر ہے یہی رضا
دیکھا اک آہ بھر کے سوئے دشتِ کربلا   ہاتھوں کو جوڑ کر بصد اندوہ یہ کہا

میں بیٹھتے جی نہ اٹھتی کبھی اس مقام سے
مولا چلی ہوں سایہ میں حکمِ امامؑ سے

یہ کہکے اٹھنا چاہا نہ اٹھا گیا مگر   سب بی بیاں لپٹ گئیں جلدی سے دوڑ کر
اٹھی نہ تھیں اسی نے جہاں کر گئیں سفر   رو کر پکارے سیدِ سجادِ نامور

لیکر چلی ہو بی بیو کسی خوش سرشت کو
اماں روانہ ہو گئیں باغِ بہشت کو

اٹھی تھیں جس مقام سے وہ صادق البیاں   کہتے ہیں ایک بقچہ بھی پایا گیا وہاں
رکھتی تھیں اپنے سینے پہ جسکو وہ نیم جاں   کھولا جو اہلبیتؑ نے بقچہ بصد فغاں

گہوارے کی جلی ہوئی کچھ لکڑیاں ملیں
اصغر کے بند کرتے ملے ہنسلیاں ملیں

اہلِ حرم کو جب ہوا اس غم کا سامنا   بیت الشرف میں محشرِ تازہ بپا ہوا
غم سے امامؑ کون و مکاں کو غش آ گیا   آگے ظہور پوچھ نہ حالِ غم و بکا

رو رو کے عرض کر یہ شہِ مشرقین سے
ہو عاقبت بخیر ، کٹے عمر چین سے

مرثیہ

مرا سلام لو شبیرؑ کے عزادارو   علیؑ کا نام لو شبیرؑ کے عزادارو
نظر سے کام لو شبیرؑ کے عزادارو   دلوں کو تھام لو شبیرؑ کے عزادارو

فغان و ماتم و فریاد کی یہ مجلس ہے
عزائے سیدِ سجادؑ کی یہ مجلس ہے

بنامِ سیدِ سجادؑ امام ابن امام   پسِ حسینؑ ہے سب سے بلند ان کا مقام
نبیؐ نے نام پہ اپنے علیؑ جو رکھا نام   علیؑ کی عظمتیں بخشیں خدا نے ان کو تمام

حرم پہ ظلم ہوئے اور گھر جلا ان کا
علیؑ کی طرح رسن میں بندھا گلا ان کا

علیؑ کے سامنے دروازہ فاطمہؑ پہ گرا   علیؑ نے صبر کیا دشمنوں سے کچھ نہ کہا
گئیں جہاں سے ارم کو جو فاطمہؑ زہرا   شکستہ پسلیوں کا علم مرتضیٰؑ کو ہوا

علیؑ کا حال ہوا غیر ایسا اس غم میں
سر اپنا پیٹ لیا فاطمہؑ کے ماتم میں

کرم کا حضرت عابدؑ کو ابر کہتے ہیں　　انہیں بھی شبیرِ خدا کا ہزبر کہتے ہیں
اسی لئے انہیں سرکارِ صبر کہتے ہیں　　یہ اپنے دل کو مصائب کی قبر کہتے ہیں

رہِ ثبات میں اس طور سے جمائے قدم
پہاڑ غم کے اٹھا کر نہ ڈگمگائے قدم

ولادت ان کی ہوئی تھی کہ والدہ سے چھٹے　　تھے دو برس کے جو دادا علیؑ بھی سر سے اٹھے
گئے بہشت حسنؑ جب یہ بارہ سال کے تھے　　مناظر آپ نے بھی صلح و جنگ کے دیکھے

نہ دیر پا جو رہی اتحاد کی منزل
قریب آئی حسینؑ جہاد کی منزل

سنِ بلوغ کو پہنچے تو ہو گئی شادی　　ہوئی نصیب امامِ حسنؑ کی دامادی
خدا نے آپ کو اولاد بھی جو دی ہادی　　بڑھی محمد باقرؑ سے گھر کی آبادی

نہ رہنے دیتے تھے دشمن جو ان کو چین کے ساتھ
گئے مدینے سے تا کربلا حسینؑ کے ساتھ

نہم کو ماہِ محرم کی ہو گئے بیمار　　رہا نہ ہوش سر و پا تھا ایسا تیز بخار
شہید ہو گئے عاشور کو جو سب انصار　　حسینؑ ابنِ علیؑ پر بھی چل گئی تلوار

ردائیں چھن گئیں لوٹے گئے نبیؐ کے حرم
بھڑکتی آگ کے شعلوں میں تھے نبیؐ کے حرم

پڑے تھے خاک پہ بیہوش عابدؑ بیمار　　پکارتی تھیں یہ زینبؑ اٹھو اٹھو للہ
امامِ وقت ہو تم اور کارواں سالار　　ہمیں بتاؤ ہے کیا حکمِ ایزدِ غفار

تباہ ہو گئے خیمے حرم کدھر جائیں !
یہ بی بیوں کی ہے نیت کہ جل کے مر جائیں

سنی جو سید سجادؑ نے یہ غم کی صدا　　بدو خاک پہ تڑپا حسینؑ کا بیٹا
یہ پہلا فتویٰ بحیثیتِ امامؑ دیا　　بچاؤ جان ہلاکت سے ہے یہ حکمِ خدا

کہیں نہ آگ میں پیاسے یتیم جل جائیں
اٹھا کے گود میں بچوں کو سب نکل جائیں

نہیں سروں پہ ردائیں تو غم نہ کھائیں حرم　　چھپائیں چہروں کو بالوں سے اپنے سب اس دم
سنا جو حکم امامِ زماں بچشمِ غم　　تمام بی بیاں نکلیں کیے ہوئے سر خم

سروں کو پیٹ لیا دشمنوں میں بھی سب نے
نکالا آگ سے سجادؑ کو جو زینبؑ نے

سماں تھا شامِ غریباں کا حشر خیز سماں　　کہیں خوشی کے ترانے کہیں لعین رقصاں
کہیں جلے ہوئے خیموں سے اٹھ رہا تھا دھواں　　کہیں تڑپتے تھے لاشے کہیں تھا شورِ فغاں

غمِ حسینؑ میں چھوٹے بڑے تڑپتے تھے
زمینِ گرم پہ عابدؑ پڑے تڑپتے تھے

ہوئی جو صبح تو کشتوں کو اپنے دفنا کر | اسیر کرنے لگے بی بیوں کو بداختر
جکڑ کے آلِ نبیؐ کو جو لے چلے اکفر | کہا یہ سیدِ سجادؑ نے بدیدۂ تر

ہزار حیف شہیدوں کے کام آ نہ سکا!
میں اپنے باپ کا تابوت بھی اٹھا نہ سکا

گئے جو کوفے میں سجادؑ بادلِ ناشاد | یہ دیکھا تخت پہ بیٹھا ہوا ہے ابنِ زیاد
علم کئے ہوئے تیغیں ہیں گرد اہلِ فساد | سرِ حسینؑ پہ ملعون کرتا ہے بیداد

نہ تابِ ضبط تھی غم پھر بھی سہہ گئے سجادؑ
کلیجہ تھام کے خاموش رہ گئے سجادؑ

امیر کوفہ کے جس وقت تھے جناب امیر | ادب سے سامنے آتے تھے سب صغیر و کبیر
اور آج بیٹیاں ان کی بحالتِ تغیر | برہنہ سر اسی کوفے میں تھیں طوافِ دیر

تماشہ دیکھنے والے تو شاد ہوتے تھے
قلق سے سیدِ سجادؑ خون روتے تھے

چلے دمشق اسیروں کو لیکے جب اظلم | سواریوں کو چلاتے تھے تیز تیز قدم
اٹھاتے راہ میں سجادؑ نے الم پہ الم | گرے جو گودوں سے بچے اٹھا سکے نہ حرم

نبیؐ کی آل پہ جو تھی جفا نرالی تھی
دمشق پہنچے تو ہر ماں کی گود خالی تھی

ہوا دمشق کے کوچوں سے جب حرم کا گذر | تو مارنے لگیں کوٹھوں سے عورتیں پتھر
لباسِ اہلِ حرم ہو گیا لہو سے تر | پکارتی تھیں بھتیجی کو زینبِ مضطر

سکینہ پر بھی جو پتھر کے وار ہوتے تھے
شہید نیزوں پہ عابدؑ کے ساتھ روتے تھے

ستم گروں نے ستم شام میں جو ڈھائے تھے | انہیں کی یاد میں سجادؑ عمر بھر روئے
لگے تھے زخم جو دل پر رہے ہمیشہ ہرے | ظہورؔ زہر سے زین العبا شہید ہوئے

بیاں کرے کوئی کیونکر مصیبتِ سجادؑ
کلیجہ پھٹتا ہے سن کر مصیبتِ سجادؑ

وارثِ علمِ الٰہی ہیں جنابِ سجادؑ   صبر کی پشت پناہی ہیں جناب سجادؑ
بے گناہوں کی گواہی ہیں جناب سجادؑ   ظلم و ظالم کی تباہی ہیں جناب سجادؑ

ہے جو دشنام یزیدِ ستم ایجاد کا نام
صابروں میں سرِ فہرست ہے سجادؑ کا نام

انتہائے غم و آلام جنابِ سجادؑ   درد میں ڈوبا ہوا نام جنابِ سجادؑ
حجتِ بانیٔ اسلام جنابِ سجادؑ   سرِ کفار پہ صمصام جنابِ سجادؑ

صبر کی تیغ سے وہ وار کیا عابدؑ نے
کفر کے قلعوں کو مسمار کیا عابدؑ نے

ناز ہے جس پہ عبادت کو وہ عابدؑ سجادؑ   ساجدوں کے ہیں جو سردار وہ ساجد سجاد
جو لڑے تیغِ عمل سے وہ مجاہد سجادؑ   آج بھی جسکی ضرورت ہے وہ قائدؑ سجادؑ

چل سکے جن پہ فرشتے نہ بشر وہ راہیں
عابدِؑ زار و حزیں کر گئے سر وہ راہیں

کس نے وہ ضبط کیا ہے جو کیا عابدؑ نے   کس نے وہ درس دیا ہے جو دیا عابدؑ نے
خونِ دل کس نے پیا ہے جو پیا عابدؑ نے   کس نے وہ داغ لیا ہے جو لیا عابدؑ نے

کس نے تن باپ کا صد پارہ زمیں پر دیکھا
کس نے ماں بہنوں کو بلوے میں کھلے سر دیکھا

بیڑیاں پاؤں میں اور طوق گلے میں پہنے   دُرّے کھاتے ہوئے تا شام یہ کانٹوں پہ چلے
دل پہ گر جاتی تھی بجلی جو کبھی دیکھتے تھے   ننگے سر بی بیوں کے ہاتھ پسِ پشت بندھے

صدمے پہنچاتے تھے اس درجہ شقی نے ان کو
مسکراتے ہوئے دیکھا نہ کسی نے ان کو

قید سے چھوٹ کے رُوتے رہے اڑتیس برس   اشک رومال بھگوتے رہے اڑتیس برس
چپ یہ اللہ کے پوستھہ رہے اڑتیس برس   وار کفار کے ہوتے رہے اڑتیس برس

آخرش چل ہی گیا وار ستمگاروں کا!
زہر سے کردیا دل ٹکڑے عزاداروں کا

ہو کے مسموم جناں کو جو گئے زین العباؑ   خانۂ فاطمۂ زہرا میں پھر اک حشر اٹھا
سب محب پیٹ رہے تھے سر و سینہ اپنا   حرمِ سرورِ کونین تھے مصروفِ بکا

آہ و زاری کا جو غل دل کو ہلا جاتا تھا
صدمے سے حضرتِ باقرؑ کو غش آجاتا تھا

کوئی کہتا تھا کہ ہمدرد ہمارا نہ رہا   ہائے افسوس یتیموں کا سہارا نہ رہا
پیار تھا جسکو غریبوں سے وہ پیارا نہ رہا   جسکو حیواں پہ نہ تھا ظلم گوارہ نہ رہا

چپ ہے اڑتیس برس باپ کو رونے والا
سوئے گا قبر میں دن رات نہ سونے والا

غسل سجادؑ کو دینے لگے جب اہلِ عزا ‏| جسمِ مظلوم سے ملبوس ہوا اپٹ کے جدا
پشت پر ابھرے تھے دُرّوں کے نشاں واویلا ‏| پنڈلیاں تھیں ورم آلود گلا زخمی تھا

خون رستا ہوا آیا جو نظر زخموں سے
بھر گئے مومنوں کے قلب و جگر زخموں سے

عرض یوں حضرتِ باقرؑ کی شفقت نے کی ‏| صبر فرمائیے مولاؑ پئے اللہ و نبیؐ
باپ کو غسل و کفن دیجئے اے ابنِ علیؑ ‏| کربلا میں تو یہ نوبت بھی نہ آنے پائی

غسل پیاسوں کو گرفتارِ محن دے نہ سکے
باپ کو سیدِ سجادؑ کفن دے نہ سکے

آپکے باپ کا تن تیروں سے غربال نہیں ‏| زیرِ شمشیر نہیں خاک پہ پامال نہیں
کربلا میں جو شہِ دیں کا تھا وہ حال نہیں ‏| قید میں اہلِ حرم کھولے ہوئے بال نہیں

دیکھئے جمع ہیں تابوت اٹھانے والے
تھے رسن بستہ وہاں قبریں بنانے والے

دھوم سے سیدِ سجادؑ کا لاشہ اٹھا ‏| ساتھ تھے سینہ و سر پیٹتے سب اہلِ عزا
پہلوئے حضرتِ شبّرؑ میں جو لاشہ رکھا ‏| یادِ شبیرؑ میں باقرؑ کا جگر خون ہوا

ٹکڑے ٹکڑے جو شہِ دیں کا بدن یاد آیا
غش ہوئے لاشۂ بیگور و کفن یاد آیا

فاتحہ قبر پہ پڑھتے تھے عقیدت والے ‏| محو تھے گریہ و ماتم میں محبت والے
سب مسلماں نظر آتے تھے مروت والے ‏| نذر کرتو بھی ظہورؔ اشک مودّت والے

باپ کا پرسہ تو دنیا نے دیا باقرؑ کو
کربلا میں مگر آزردہ کیا باقرؑ کو

درحالِ امام محمدؑ باقرؑ علیہ السّلام

راحتِ روحِ امامت ہیں محمدؑ باقرؑ
چشمۂ رُشد و ہدایت ہیں محمدؑ باقرؑ
کاشفِ رازِ مشیّت ہیں محمدؑ باقرؑ
وارثِ علمِ رسالت ہیں محمدؑ باقرؑ
ان کے افکار سے روشن جو ہوئی ہیں شمعیں
محفلِ علم کی جاں اب بھی وہی ہیں شمعیں

ان کے پابوس رہے عالم و فاضل کتنے
فقہ و تفسیر و ادب کر گئے حاصل کتنے
طے ہوئے جادۂ عرفاں کے مراحل کتنے
ہوئے اظہارِ رموزِ حق و باطل کتنے
وہ پڑھائے کہ ہیں دنیا کو سبق یاد اب تک
ان کے شاگرد ہیں استادوں کے استاد اب تک

تھے امام آپ بھی اور ان کے تھے بابا بھی امام
ان کے دادا بھی امام اور تھے نانا بھی امام
باپ ماں دونوں کے جد مورثِ اعلیٰ بھی امام
بخشا اللہ نے جعفرؑ انہیں بیٹا بھی امام
پوتے چھ ان کے امام ایک کے بعد ایک ہوئے
حد ہے خدام بھی ذیقدر ہوئے نیک ہوئے

باپ فرزندِ حسینؑ آپ کی ماں بنتِ حسنؑ
جدّہ شہزادیٔ ایراں حرمِ شاہِ زمن
جدّۂ عالیہ، خاتونِ جناں، نورِ فگن
جدِّ اعلیٰ، اسد اللہ علیؑ، قلعہ شکن
دھیان تھا مورثِ اعلیٰ کو جو بے حد ان کا
اس لئے رکھا گیا نام محمدؐ ان کا

جابرؓ انصاریٔ ذیقدر صحابیٔ نبیؐ
کہتے تھے مجھ کو خبر احمدؐ مرسل نے یہ دی
یعنی عمر اتنی تجھے فضلِ خدا سے ہے ملی
پانچویں نورِ امامت کی زیارت ہوگی
جب بتائے وہ مرے نام کو نام اپنا بھی
کہنا اس لال سے میرا بھی سلام اپنا بھی

جو کہا کرتے تھے جابرؓ وہ ہوئی پوری بات
ایک دن مل ہی گئے ان کو رفیع الدرجات
دیکھیں باقرؑ میں محمدؐ کی جو موجود صفات
دل میں کہنے لگے باتیں ہیں سب انکی آیات
کیا جابرؓ نے جو ہمنام محمدؐ کو سلام
کہا باقرؑ نے تمہیں اور مرے جد کو سلام

اموی ظلم کی زد میں رہے مولاؑ ہر دم
سن تھا اڑتیس برس کا جو سہا اور بھی غم
باپ کا سایہ اٹھا سر پہ گرا کوہِ الم
گئے سجادؑ بھی دنیا سے سوئے قصرِ ارم
رات دن محوِ عبادت میں رہا کرتے تھے
اور امامت کے فرائض بھی ادا کرتے تھے

زندگی آپ بسر کرتے تھے خاموش مگر　　اموی رکھتے تھے مولاؑ پہ عداوت کی نظر
جب کبھی پڑتی کوئی تازہ مصیبت سر پہ　　درِ باقرؑ پہ چلے جاتے تھے دشمن اکثر

جو بلا آتی تھی اسلام پہ رد کرتے تھے
وقت پر خون کے پیاسوں کی مدد کرتے تھے

قیصرِ روم سے بگڑا جو ولید اموی　　ابن اب رُح کی مہر اُس نے مٹانی چاہی
اپنی اشیاء پہ لگاتے تھے جسے عیسائی　　دی مسلمانوں کو قیصر نے نرالی دھمکی

سارے ذی فہم مسلمان پریشان ہوئے
سکّے سے دین کی تحقیر کے سامان ہوئے

سکّہ عیسائی کا چلتا تھا مسلمانوں میں　　سنسنی پھیلی تھی اسلام کے ایوانوں میں
ٹال سکتا تھا بلا کوئی نہ فرزانوں میں　　پھر بھی باقرؑ تھے شریعت کے نگہبانوں میں

اس مصیبت کو بھی یوں ٹال دیا باقرؑ نے
سکّہ اسلام کا خود ڈھال دیا باقرؑ نے

شام کے تخت پہ ہشام کو قبضہ جو ملا　　اس نے بھی حضرتِ باقرؑ پہ ستم یہ ڈھایا
پاس بلوا کے مدینے سے بانداز جفا　　تین دن تک تو ملاقات کا موقع نہ دیا

پھر بلایا سرِ دربار ستانے کے لئے
دی کماں آپ کو بھی تیر چلانے کے لئے

عذر جو کچھ کئے مولاؑ نے نہ مانے بے پیر　　آپ نے ایک نشانے پہ لگائے نو تیر
غرقِ دریائے تحیّر ہوا دربارِ امیر　　اپنے اس طرزِ عمل سے ہوا شرمندہ شریر

دھیان تھا حضرتِ باقرؑ کو سبک کرنے کا
ہوا ساماں اسی کافر کو سبک کرنے کا

بات جب مسئلۂ آلؑ و امامت پہ ہوئی　　شہ نے ہشام کی ہر طرح تشفی کر دی
کی جو انسان کے انجام کی تصویر کشی　　اپنے کردار سے شرما کے بہت رویا شقی

منفعل ہو کے لعینِ ازلی نے بھیجا
باادب حضرتِ باقرؑ کو مدینے بھیجا

کربلا کو جو حسینؑ ابنِ علیؑ گھر سے گئے　　تین ہی سال کے اس دم تھے یہ ان کے پوتے
تین دن دشتِ مصیبت میں پیاسے بھی رہے　　لاشے آتے ہوئے جلتے ہوئے خیمے دیکھے

غم اٹھائے حرمِ شاہِ مدینہ کے ساتھ
کھائے دُرّے بھی طمانچے بھی سکینہؑ کے ساتھ

آہ وہ شامِ غریباں کا بھیانک منظر　　اک طرف لاشے شہیدوں کے پڑے تھے بے سر
اک طرف ریت پہ غش تھے حرمِ پیغمبرؐ　　سر پہ بے وارثوں کے گرتی تھی خاک اڑا کر

سارے کنبے کو گرفتارِ بلا بھی دیکھا
طوق سے باپ کا مجروح گلا بھی دیکھا

ماں، بہن، بھتیجیوں کی جانکاہ تھی عریانی
سامنے آنکھوں کے سر ننگے تھی دادی نانی

سہم کر پیاس میں بچوں نے نہ مانگا پانی
بے خطا پھر بھی ستاتے تھے ستم کے بانی

بے ردا کوچہ و بازار میں لیکر پہنچے
کوفہ و شام کے دربار میں لیکر پہنچے

سال بھر کنبے کے ہمراہ یہ زنداں میں رہے
کربلا پھر سرِ شبیرؑ کے ہمراہ گئے

فاتحہ سے ہوئے فارغ تو مدینے پہنچے
سب کے ساتھ اپنے بزرگوں کیلئے روتے تھے

ستم و جور کا ایک اور قرینہ دیکھا
اموی ظلم سے تاراج مدینہ دیکھا

دل میں ہشام جو باقرؑ سے بہت جلتا تھا
زہر آلود انہیں زین کا تحفہ بھیجا

اور حاکم کو مدینے کے تاکید لکھا
جلد کر کام تمام ان کا پلا زہرِ دغا

وار کر ہی گیا وہ بانیٔ شر مولاؑ پر
زہر کا ہو گیا فی الفور اثر مولاؑ پر

سخت تکلیف میں حضرت نے گزارے کچھ دن
ہو سکی زہرِ ہلاہل سے نہ صحت لیکن

غم سے بسمل تھے مدینے کے جوان اور مسن
اٹھا احسان فراموش کے ہاتھوں محسن

غم سے ہر چیز سیہ پوش نظر آتی تھی
عرش تک گریہ و ماتم کی صدا جاتی تھی

ان کی رحلت پہ سب اللہ کے عاشق روئے
انس و جن روئے سب افرادِ خلائق روئے

اپنا دل تھام کے جب جعفرِ صادقؑ روئے
ان کے اس رونے پہ کفار و منافق روئے

زندگی دکھ میں گزاری، غمِ بے حد پایا
پہلوئے سیدِ سجادؑ میں مرقد پایا

حق پرستوں کو بجا ہوتا ہے اس بات کا غم
دشمنوں پر بھی کرم کرتے تھے جو اہلِ کرم

ان نبیؐ زادوں پہ کرتے تھے مسلماں ستم
دل میں ہے درد بس اب رُک ظہورؔ اپنا قلم

یہ دعا کر کہ خدا غم سے چھڑا دے جلدی
زائرِ شبرؑ و شبیرؑ بنا دے جلدی

امامِ جعفرِ صادق علیہ السّلام

جب زہرِ شقاوت کا نشانہ ہوئے باقرؑ | یعنی طرفِ خلد رواں ہوئے باقرؑ
دشمن یہ سمجھتے تھے فسانہ ہوئے باقرؑ | سچ پوچھو تو مشہورِ زمانہ ہوئے باقرؑ

وارث جو ہوا جعفرِ صادقؑ خلف ان کا
حاصل ہوا فرزند کو گویا شرف ان کا

جعفرؑ نے کیا علم سے معمور جہاں کو | تسکین ملی مومنوں کے قلبِ تپاں کو
ظاہر جو کیا فقہ کے ہر رازِ نہاں کو | دیندار سمجھنے لگے سود و زیاں کو

تھا گرم مدینے میں جو بازارِ ہدایت
دوڑے چلے آتے تھے خریدارِ ہدایت

ہر علم میں شاگردوں کو تعلیم عطا کی | لکھوائیں کتابیں ادب ارض و سما کی
لہریں تھیں عنایت کے سمندر میں سخا کی | ایسے بھی تھے شاگرد جنہوں نے دغا کی

شاگرد جو خوش سیرت و کردار نہیں تھے
کم اہلِ شقاوت سے وہ خونخوار نہیں تھے

منصور نے پائی خبرِ عظمتِ صادقؑ | آمادۂ آزار ہوا فاجر و فاسق
موجود تھے دربارِ لعیں میں جو منافق | دینے لگے وہ مشورۂ بدعتِ سابق

یعنی کسی صورت سے انہیں زہر پلا دو
یوں راستے سے جعفرِ صادقؑ کو ہٹا دو

ظالم نے کئی بار مدینے سے بلایا | مولاؑ کا مگر جرم کوئی اس نے نہ پایا
پھر بھی اسے معصوم پہ کچھ رحم نہ آیا | مظلوم کو ملعون نے دنیا سے اٹھایا

وہ زہر پلایا کہ جگر ہو گیا ٹکڑے
ایمان کا دل بارِ دگر ہو گیا ٹکڑے

سر پیٹتے تھے شہر میں سب علم کے طالب | مشغول تھے ماتم میں عزیز اور اقارب
تھے موسیٰ کاظمؑ کو سنبھالے جو مصاحب | کہتے تھے یہ رو رو کے ہے اب صبر مناسب

نہلائیے کفنائیے اٹھوائیے لاشہ
پہلوئے اب و جد ہی میں دفنائیے لاشہ

کاظمؑ جو چلے باپ کے لاشے کو اٹھا کے | یاد آ گئے ان کو شہدا کرب و بلا کے
کہنے لگے مولائیوں سے اشک بہا کے | ہیں داغ کلیجے میں یہ اعدا کی جفا کے

پامال کیا صاحبِ تطہیر کا لاشہ
ریتی پہ تڑپتا رہا شبیرؑ کا لاشہ

تابوت مرے باپ کا کاندھوں پہ رواں ہے ۔۔۔ تصویرِ غم و یاس کی ہر خورد و کلاں ہے
جو مجمع میں موجود ہے وہ اشک فشاں ہے ۔۔۔ کوئی نہ مخالف نہ کوئی دشمنِ جاں ہے
افسوس پڑے رہ گئے لاشے شہدا کے
پرخوں تھے بدن درّوں سے زندہ وشا کے

پھرتی ہے نگاہوں میں مظالم کی وہ تصویر ۔۔۔ لپٹی تنِ شبیرؑ کے ٹکڑوں سے جو ہمشیر
رونے بھی نہ پائی تھی ابھی زینبؑ دلگیر ۔۔۔ آمادۂ ایذا ہوئے ہر سمت سے بے پیر
دُرّے جو برسنے لگے مغموم و حزیں پر
غش کھا کے گرے زینبؑ و سجادؑ زمیں پر

کم ہوتا نہ تھا بغض و حسد اہلِ جفا کا ۔۔۔ کوفے کو چلے لے کے جلوس آلِ عبا کا
تھا گردِ حرم جلوہ جو اعلائے خدا کا ۔۔۔ دیکھا تھا رذیلوں نے تماشہ شرفا کا
نکلا تھا جو اونٹوں پہ شرافت کا جنازہ
قرآن کے ہمراہ تھا عترت کا جنازہ

فرماتے تھے موسیٰ کاظم تو یہ تقریر ۔۔۔ کہتا تھا تصوّر میں مگر کاتبِ تقدیر
اے موسیٰ کاظم ہے بجا یہ غمِ شبیرؑ ۔۔۔ ڈھائیگا ستم تجھ پہ بھی اک ظالمِ بے پیر
دم تیرا نکل جائیگا جب طوق سے گھٹ کر
آئیگا جنازہ ترا زنداں سے چھٹ کر

میت تری مزدور اٹھائے ہوئے ہوں گے ۔۔۔ بیڑی میں ترے پاؤں پھنسائے ہوئے ہوں گے
دشمن ترے اک عید منائے ہوئے ہوں گے ۔۔۔ کچھ لوگ تماشے کو بھی آئے ہوئے ہوں گے
رکھ دیں گے جو میت تری بغداد کے پُل پر
جنت سے بتولؑ آئیں گی بغداد کے پُل پر

اترے گی جب مرگ ترے پاؤں سے بیڑی ۔۔۔ حدادی کاٹیگا گرہ طوق و رسن کی
نظارۂ اعجاز یہ دیکھیگی خدائی ۔۔۔ مظلوم کی میت تھی مگر دھوم سے اٹھی
غسل و کفن و گور تجھے دیں گے نبیؐ خود
مرقد میں اتاریں گے تری لاش علیؑ خود

جعفرؑ کے جنازے کو لحد میں جو اتارا ۔۔۔ سر پیٹ کے یہ موسیٰ کاظم نے پکارا
بابا مجھے کیسے غمِ فرقت ہو گوارا ۔۔۔ بے موت مجھے آپ کے مر جانے نے مارا
اب آپ تو آرام سے سوئیں گے لحد میں
جینا ہے ہمیں حاکمِ بغداد کی زد میں

با عظمت و اعزاز جو مدفون ہوئے جعفرؑ ۔۔۔ روتے ہوئے واپس ہوئے سب مونس و یاور
اب تو بھی ظہور آنسوؤں کو روک لے دم بھر ۔۔۔ کہہ موسیٰ کاظم سے کہ مولا ترے مقدّر
بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیجئے جلدی
اب قیدِ مصائب سے چھڑا دیجئے جلدی

مرثیہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

ہے وصفِ خدا وصفِ گلستانِ پیمبرؐ | گلہائے امامت میں دل وجانِ پیمبرؐ
پہنچاتے رہے فیض یتیمانِ پیمبرؐ | دیتے ہی رہے رنج حریفانِ پیمبرؐ

ہے ظلم وستم حیدرؑ و شبرؑ کو نہ چھوڑا
شبیرؑ ہی کیا باقرؑ و جعفرؑ کو نہ چھوڑا

ہے جاں جو ہوا زہر سے اللہ کا عاشق | یعنی گئے جنت کی طرف جعفرِ صادقؑ
چھانے لگے پھر دینِ پیمبرؐ پہ منافق | قرآں کے تحفظ کو بڑھا مصحفِ ناطق

کفار کو اسلام کا ناظم نظر آیا
اعدا کو رخِ موسیٰؑ کاظم نظر آیا

منصور کو منظور تھی کاظمؑ کی ہلاکت | کام آئی مگر جعفرِ صادقؑ کی وصیت
منصور کے دل ہی میں رہی قتل کی حسرت | اخلاق سے یوں زیر ہوا اہلِ شقاوت

بغداد سے بطحا کی طرف آنکھ نہ اٹھی
فرعون کی موسیٰؑ کی طرف آنکھ نہ اٹھی

منصورؔ کے بعد اس کے پسر مہدی وہادی | بھولے رہے مولاؑ کو نہ تکلیف ذرا دی.
ہارون کو حاصل ہوئی شاہی کی جو شادی | حسّاد نے پھر آتشِ پنہاں کو ہوا دی

دنیا کی زباں سے جو سنی مدحتِ مولاؑ
ہاروں نے دیکھی نہ گئی عظمتِ مولاؑ

حج کے لئے ہارون گیا مکر و دغا سے | یثرب کو چلا مشورۂ اہلِ جفا سے
تھا بغض جو بیدیں کو امامِ دوسرا سے | لے آیا انہیں روضۂ محبوبِ خدا سے

بچوں سے بھی ملنے نہ دیا شاہِ امم کو
بصرے میں نظر بند کیا شاہِ امم کو

زنداں میں وہ بصرے کے رہے ایک برس آہ | عیسیٰ بنِ جعفر تھا وہاں معتمد شاہ
مظلومیٔ موسیٰؑ سے جو عیسیٰؑ ہوا آگاہ | ھارون کو لکھا کہ مناسب نہیں یہ راہ

کر رحم۔ عبادت سے بھی محروم ہیں کاظمؑ
بے جرم ہیں۔ مظلوم ہیں معصوم ہیں کاظمؑ

ہارون کو عیسیٰؑ کی سفارش نے جگایا | بغداد میں مولائے دوعالم کو بلایا
زنداں میں رکھا اور بہر طور ستایا | ملعون کو مظلوم پہ کچھ رحم نہ آیا

ہر چند مصائب سے گھلے موسیٰؑ کاظمؑ
مشغول عبادت میں رہے موسیٰؑ کاظم

زنداں تھا وہ تاریک نہ رہتا تھا اجالا … دروازۂ زنداں پہ لگا رہتا تھا تالا
یوں بند کیا۔ زندہ نہ زنداں سے نکالا … چھپ کر کبھی آتا جو کوئی چاہنے والا
کرتا تھا نظر غور سے جب جسمِ حزیں پر
معلوم یہ ہوتا تھا کہ چادر ہے زمیں پر

تھے قید میں ہارون کی جب موسیٰ کاظمؑ … ہر طرح ستاتے تھے انہیں شاہ کے خادم
مولاؑ پہ نیا ظلم جو کرتا کوئی ظالم … انعام سے دل اس کا بڑھا دیتا تھا حاکم
ملتے تھے جو انعام انہیں حاکمِ بد سے
بڑھتے چلے جاتے تھے لعین ظلم کی حد سے

اک مرتبہ ہارون کو سوجھی یہ شرارت … مکار نے اک خادمہ کو دی یہ ہدایت
کر قید میں تو موسیٰؑ کاظم کی رفاقت … جس طرح بنے لوٹ لے گنجینۂ عصمت
تجھ پر نظرِ لطف جو فرمائیں گے کاظمؑ
بے آبرو آفاق میں ہو جائیں گے کاظمؑ"

معصوم کے زنداں میں جو داخل ہوئی گمراہ … تھا سجدۂ خالق میں دو عالم کا شہنشاہؑ
فارغ ہوا سجدے سے جو وہ سیدِ ذیجاہ … تسبیح میں مشغول ہوا ذاکرِ اللہ
لونڈی نے کہا مجھ پہ نظر کیجئے مولاؑ
خدمت کوئی اس خادمہ سے لیجئے مولاؑ

ہارون کی لونڈی سے یہ گویا ہوئے حضرت … مجھ کو تری خدمت کی نہیں ہے تیری ضرورت
بخشے ہیں خدا نے مجھے خدام بکثرت … وہ دیکھ نظر آئے گی اللہ کی قدرت
اس باغ میں حوروں کے جو انبوہ کھڑے ہیں
یہ سب مری خدمت کیلئے خلق ہوئے ہیں

لونڈی نے نظر کی تو نظر آیا یہ ساماں … تا حدِ نظر پھیلا ہے دامانِ گلستاں
وہ پھول وہ کلیاں ہیں کہ دل جن پہ ہو قرباں … وہ نخلِ ثمردار وہ مرغانِ خوش الحان
اللہ کی قدرت ہے وہاں جو بھی حسین ہے
جز خدمتِ مولاؑ انہیں کچھ کام نہیں ہے

حیران و پریشاں ہوئی دیکھا جو یہ منظر … سجدے میں گری کانپ کے وہ ششدر و مضطر
سبحانک قدوس۔ لگی کہنے مکرر … کھانے کا خیال اس کو نہ تھا ہوش تن و سر
سر تک نہ سجدے سے جو نادم نے اٹھایا
آکر اسے ہارون کے خادم نے اٹھایا

لائی گئی دربار میں جس وقت وہ لونڈی … اس دہر کی رنگینیاں سب بھول چکی تھی
جز ذکرِ خدا ذکر نہ کرتی تھی وہ کچھ بھی … پوچھا جو بصد جبر تو وہ خادمہ بولی
ظاہر نظر آتے ہیں بشر موسیٰؑ کاظم
اللہ کا ہیں نور مگر۔ موسیٰؑ کاظم

اس واقعہ سے او بھی گھبرا گیا حاکم | کہنے لگا خدام سے وہ جابر و ظالم
اس خادمہ پر چاہیے پابندیٔ دائم | دنیا کو سنائے نہ یہ افسانۂ کاظمؑ

کاظمؑ کے فضائل کو جو سُن لے گا زمانہ
تختہ مری قسمت کا اُلٹ دے گا زمانہ

کیوں دل نہ جلے کیوں نہ بہے آنسوؤں کی نہر | یہ ظلم یہ بیداد۔ یہ بیگانگیٔ دہر
جس نور کی تعظیم کو جھکتے تھے مہ و مہر | بے رحم نے اس شاہِ دو عالم کو دیا زہر

گرتے تھے کبھی۔ گاہ سنبھلتے تھے زمیں پر
ٹکڑے تھا جو دل خونؑ اگلتے تھے زمیں پر

کرتا ہے بیاں قیدیٔ زنداں کا نگہباں | دنیا سے سفر کرنے کو تھے جب شہِ ذیشاں
اِک طفل نظر آیا ملول اور پریشاں | مجھ سے یہ کہا کھول دے دروازۂ زنداں

تاخیر نہ کر صبر کی طاقت نہیں مجھ کو
کچھ دیر ٹھہرنے کی بھی مہلت نہیں مجھ کو

انکار سے میرے ہوا ناراض وہ صفدر | غیظ آ گیا۔ ماری درِ زنداں پہ وہ ٹھوکر
ایک آن میں دروازہ گرا فرشِ زمیں پر | حائل ہوا جب میں تو پکارا وہ دلاور

ہٹ جلد کہ معصوم جہاں چھوڑ رہا ہے
بابا مرا۔ زنداں میں وہ دم توڑ رہا ہے

میں ڈر گیا۔ روتا ہوا زنداں میں وہ پہنچا | ایک آہ کی ایسی کہ مرا دل بھی بھر آیا
سر پیٹ کے چلایا۔ سلام اے شہِ والا | آنکھیں تو ذرا کھولئے کیا حال ہے بابا

معلوم ہوا سوئے جناں قصدِ سفر ہے
فرمائیے کچھ اپنے رضاؑ کی بھی خبر ہے

مظلوم نے فرزند کو سینے سے لگایا | فرمایا کہ بیٹا تمہیں اُمت نے رلایا
پھر کان میں چپکے سے کوئی راز بتایا | منہ منہ پہ رکھا اور یہ بیٹے کو سنایا

لازم ہے قدم جادۂ اجداد پہ رکھنا
اے لال نظر اسوۂ سجادؑ پہ رکھنا

غربت مری سجادؑ سے افزوں نہیں پیارے | ان جیسی مری پنڈلیاں پرخوں نہیں پیارے
ہر سمت مرے بلوۂ ملعوں نہیں پیارے | مانندِ یزید آہ یہ ہارون نہیں پیارے

قیدی تو ہوں۔ گردن سے بندھے ہاتھ نہیں ہیں
اس قید میں۔ ماں بہنیں مرے ساتھ نہیں ہیں

بیٹا مری غربت کو نہ تم دھیان میں لانا | جو آیا ہے دنیا میں کہ ہے واپس اُسے جانا
آنسو جو بہانا غمِ زینبؑ میں بہانا | شبیرؑ کی روداد زمانے کو سنانا

بے جاں مرے فرزند و برادر نہیں بیٹا
پیاسا میں نہیں حلق پہ خنجر نہیں بیٹا

درحالِ امامِ محمد تقی علیہ السلام

مداحِ اہلبیتِ رسولِ خدا ہوں میں — دروازۂ علیؑ ولی کا گدا ہوں میں
سنتے ہیں گوشِ ہوش جسے وہ صدا ہوں میں — شیدائے علم حسنِ عمل پر فدا ہوں میں

سیراب کشتِ نظم جو ہے نہرِ علم سے
ملتی ہے بھیک مجھکو درِ شہرِ علم سے

مولاؑ علیؑ کا فیض ہے دیندار زندگی — حبِ علیؑ نہیں تو ہے بیکار زندگی
کیا زندگی اگر ہے گنہکار زندگی — دراصل زندگی ہے سبکبار زندگی

پاکیزہ زندگی جو گزارے جہاں میں
مرکر بھی زندہ ہے وہ ہمارے جہان میں

منظور ہے جو مدحِ محمدؑ تقی سے مجھے — توفیق دیں گے نظم کی مولا علیؑ مجھے
دھڑکن سے اپنی دل نے یہ دی آگہی مجھے — ہر لمحہ مل رہی ہے نئی زندگی مجھے

جو سانس ہے وہ فیضِ امامِ زمانہ ہے
مداح پر یہ ان کا کرم غائبانہ ہے

جب زہر سے شہید ہوئے آٹھویں امامؑ — مامون کے خلاف نظر آئے خاص و عام
برہم نظر جو آیا حکومت کا انتظام — اپنی بقا کا پھر یہ کیا اس نے اہتمام

بلوا لیا امامِ تقیؑ کو جواد کو
شیعوں کو شاد کر کے دبایا فساد کو

اک دن شکار گاہ کو جاتا تھا بادشاہ — بچوں کے ساتھ دیکھا تقیؑ کو میانِ راہ
بچے تمام بھاگ گئے ڈر کے لی پناہ — لیکن کھڑے رہے وہیں مولاؑ بعز و جاہ

گرما گیا جو خون تو مامون رک گیا
معصوم کے قریب وہ ملعون رک گیا

مامون نے کہا کہ بتائیں ذرا حضور — کیوں میرے رعب سے نہ گئے ڈر کے آپ دور
بولے امامؑ بھاگنا تھا کس لیے ضرور — ظالم ہے تو۔ نہ میں نے کیا ہے کوئی قصور

نادم ہوا جواب سے بولا۔ کمال ہے
ہاں کیوں نہ ہو۔ امامِ رضاؑ کا یہ لال ہے

واپس ہوا شکار سے جب شاہ وقتِ شام — موجود پھر وہیں نظر آئے اسے امامؑ
مٹھی کو اپنی بند دکھا کر کیا کلام — یہ تو ذرا بتائیے اسے آسماں مقام

کیا چیز میری مٹھی میں اس وقت بند ہے
دیکھیں تو علم آپ کا کتنا بلند ہے

بولے یہ مسکرا کے امامؑ فلک وقار | ہیں مچھلیاں سمندرِ قدرت میں بے شمار
لے جاتا ہے اڑا کے انہیں بحر سے بخار | کرلیں جو باز ان کو سلاطین کے شکار

مسرور قلب ہوتا ہے اہلِ عقول کا
لیتے ہیں امتحان وہ آلِ رسولؐ کا

مامون اس جواب سے خوش اس قدر ہوا | حضرت کو اپنے ساتھ محل میں ہی لے گیا
رکھکر محل میں دیکھی جو انوار کی ضیاء | قائل ہوا تقیؑ کے علوم و کمال کا

بڑھتا گیا خلوص جو حق کے ولی کے ساتھ
بیٹی کا رشتہ کر دیا مولا تقیؑ کے ساتھ

عباسیوں کے دل کو ہوا اسقدر تعب | مامون کے پاس آئے کچھ افراد منتخب
بولے کہ آپ کرنے لگے ہیں یہ کیا غضب | نو دس برس کے بچے کا ہے اسقدر ادب

اس کے سوا کسی کی بھی وقعت نہیں رہی
دربار میں کسی کی بھی عزت نہیں رہی

مامون نے کہا کہ نہ سمجھو اسے صغیر | یہ طفل ہے زمانے کے سب عالموں کا پیر
لاؤ مقابلے میں جو ہو عالمِ کبیر | جیتے مناظرہ تو بنالوں اسے وزیر

ہارا جو وہ تو کچھ نہ کسی کی سنوں گا میں
شادیٔ امِ فضل تقیؑ سے کروں گا میں

سب نے مناظرے کی جو کر لی قبول بات | آئے مقابلے کے لیے قاضیُ القضات
دی علم میں تقیؑ نے جو یحییٰ کو فاش مات | مامون نے چڑھائی بڑی دھوم سے برات

ایرانیوں کے غمزدہ دل شاد ہو گئے
مولا تقیؑ امیر کے داماد ہو گئے

کچھ روز بعد شادی تو بغداد میں رہے | لیکر دلہن کو ساتھ مدینے میں جب گئے
اہلِ مدینہ حد سے سوا شادماں ہوئے | سب نے منایا جشن، کئے سجدے شکر کے

جو بھی گیا پلٹ کے نہ پہنچا مدینے میں
بس یہ امامؑ جا کے پھر آیا مدینے میں

بیٹی تھی امِ فضل شہنشاہِ وقت کی | اچھی لگی نہ اس کو مدینے کی زندگی
مولاؑ کے گھر میں کرنے پڑے کام آپ ہی | مامون کو جو خط میں شکایت کبھی لکھی

پڑھکر عبارتوں کو فراموش کر دیا
بیٹی کو بادشاہ نے خاموش کر دیا

مامون مر گیا تو ہوا معتصم امیر | ناراض تھا امامؑ سے پہلے ہی وہ شریر
اس پر بھی امِ فضل نے خط کا چلایا تیر | لکھا کہ میں مدینے میں ہوں صورتِ اسیر

اس قید سے چھڑا لیے اچھے چچا مجھے
بغداد میں بلا لیے بہرِ خدا مجھے

جب معتصم کو اپنی بھتیجی کا خط ملا | عبدالملک مدینے کے حاکم کو لکھ دیا
بھجواؤ امِ فضل و تقیؑ کو یہاں ذرا | آمادہ دشمنی تقیؑ پر جو وہ ہوا

مجبور رخ کیا ستم ایجاد کی طرف
مولاؑ چلے مدینے سے بغداد کی طرف

اہلِ مدینہ نے جو یہ غم کی خبر سنی | گھر گھر میں ایک تازہ قیامت بپا ہوئی
روئے جو اپنے باپ سے مل کر علیؑ نقی | روضہ نبیؐ کا، فاطمہؑ کی قبر ہل گئی

غل تھا امامؑ خلد کا گلشن بسائیں گے
اب جا رہے یہ بھی مدینے نہ آئیں گے

بغداد میں جب آئے امامؑ فلک وقار | ملعون نے چلایا بزرگوں کا اپنے وار
کچھ روز تو جتایا امامِ تقیؑ سے پیار | زہر دغا سے کر دیا آخر جگر فگار

توڑا تھا جعدہ نے حسنؑ ابنِ علیؑ کا دل
اور امِ فضل نے کیا ٹکڑے تقیؑ کا دل

تاریخ داں بیان یہ کرتے ہیں آہ آہ | چاہا تھا معتصم نے کہ چھپ جائے گناہ
شاہی بچانے کی یہ نکالی تھی اس نے راہ | پھینکا تھا بام سے جسدِ شاہِ دیں پناہ

یوں تین روز تک نہ اٹھایا گیا انہیں
سمجھے نہ کوئی زہر کھلایا گیا انہیں

مسلمؑ کی طرح بام سے تو فرش پر گرا | گلیوں میں شہر کی نہ رسن بستہ پھرا
ہر چند تین روز زمیں پر پڑا رہا | مثلِ حسینؑ تیروں سے غربال یہ نہ تھا

اپنے لہو سے جسمِ تقیؑ لال ہو گیا
لاشہ مگر حسینؑ کا پامال ہو گیا

مولائیوں نے پائی شہادت کی جب خبر | آئے اٹھانے لاشۂ سلطانِ بحر و بر
غسل و کفن سے ہو گئے فارغ جو نوحہ گر | ہلنے لگے امامؑ کے ماتم سے بام و در

محروم ہو رہے تھے جو فیضِ امامؑ سے
لیکر چلے جنازہ بڑے احتشام سے

جا کر قریبِ موسیٰؑ کاظم وہ سوگوار | کرنے لگے تلاش تقیؑ کے لیے مزار
کھودی زمیں تو قبر ہوئی پختہ آشکار | رکھا اسی میں لاشہ مولائے نامدار

یکساں تھا طبع میں جو ترحم بھی صبر بھی
دادا کے پاس بن گئی پوتے کی قبر بھی

اہلِ عزا دلوں میں کریں غور اک ذرا | بغداد میں امامِ تقیؑ نے جو کی قضا
پہنچا زراہِ معجزہ بیٹا امامؑ کا | غسل و کفن نماز نقیؑ نے کئے ادا

کیا جانے کس قلق سے پکارا تھا باپ کو
بیٹے نے جب لحد میں اتارا تھا باپ کو

وقتِ وداع شہرِ مدینہ میں حشر تھا | گھر گھر سے آرہی تھی صدائے غم و بکا
قبرِ نبیؐ پہ جاکے نقیؑ نے یہ جب کہا | نانا مزارِ پاک سے ہوتا ہوں میں جدا

آئی صدائے درد مزارِ رسولؐ سے
ہلنے لگا مدینہ فغانِ بتولؑ سے

پہلا ستم لعیں متوکل نے یہ کیا | ٹھہرایا اس کھنڈر میں جہاں رہتے تھے گدا
پھر تین روز بعد نظر بند کر دیا | رکھتے تھے پہرہ سخت ستمگار و اشقیا

باہر کھنڈر سے آپ کو آنے نہ دیتے تھے
مولاؑ تک اہلِ شہر کو جانے نہ دیتے تھے

رزاقی پاسباں جو ذرا مہرباں ہوا | بیکس کو دوسرے کی حراست میں دیدیا
وہ نام کا سعید مگر تھا شقی بڑا | معصوم پر ستم جو کیا وہ نیا کیا

ہر دن ستم شعار کے وہ ظلم سہتے تھے
ہر دم مگر عبادتِ خالق میں رہتے تھے

بارہ برس نقیؑ رہے اس قید خانے میں | کرتے تھے لعین کمی ظلم ڈھانے میں
دشمن تھے محو ان کے فضائلِ چھپانے میں | پھر بھی بڑھی امامؑ کی عظمت زمانے میں

مومن تڑپتے رہتے تھے دیدار کے لئے
مشتاق اہلِ علم تھے پندار کے لئے

اک شخص فتح نام محب تھا امامؑ کا | شہرہ صلاحیت کا جو اس کی بہت ہوا
آخر وزیر وہ متوکل کا بن گیا | اس کے تدبّر اور عمل کا اثر یہ تھا

ظاہر میں ان پہ قید کا در بند کر دیا
لیکن نقیؑ کو گھر میں نظر بند کر دیا

مولاؑ کو بار بار ستاتے تھے بدیقین | کرتے تلاش گھر میں کبھی اسلحہ لعیں
دربار میں بلاتے کبھی دشمنانِ دیں | مجبور جاتے تھے جو ستم کش تھے کے قریں

کہتا لعیں شراب پئیں اور گائیں آپ
اشعار تو ضرور ہمیں کچھ سنائیں آپ

یہ بدترین جور و ستم تھے امامؑ پر | یہ وار تھے جو تیغ سے ہوئے تھے سخت تر
روحانی ایک صدمہ تھا اور الیا الحذر | ملتی تھی روز روز یہ معصوم کو خبر

زائر جو کربلا و نجف کے سہیم ہوئے
فرمانِ بدیقیں سے سر ان کے قلم ہوئے

یہ ظلم سہہ رہے تھے جنابِ علیؑ نقی | ایک آپ کو یہ اور بھی پرغم خبر ملی
قبرِ حسینؑ کھودنے پہنچے تھے کچھ شقی | ندی حسینیوں کے لہو کی وہاں بہی

آنکھوں سے سیلِ اشک بہاتے رہے امامؑ
ہر لحہ زخمِ تازہ اٹھاتے رہے امامؑ

کہتے ہیں اہلِ علم کہ یہ ہے خدا کا راز | یعنی امام امام کی پڑھتا ہے خود نماز
بغداد کا مدینے سے ہے فاصلہ دراز | پہنچے ادائے فرض کو مولائے حق نواز

جیسے نقیؑ مدینے سے ناشاد آئے تھے
یوں کربلا میں کوفے سے سجادؑ آئے تھے

کفار کر گئے تھے جو ظلم و ستم کی حد | تھے وقتِ دفنِ شاہ پریشاں نبی اسد
زین العباؑ پہنچ گئے منجودادر کی مدد | یعنی بنائیں کس کی کہاں کس طرح لحد

کیا جانے کس لباس میں کفنائیں میتیں
ٹکڑے ملا کے جسم کے دفنائیں میتیں

مولا نقیؑ کے حال پہ بندش کوئی نہ تھی | رسی گلے میں۔ پاؤں میں بیڑی پڑی نہ تھی!
زین العباؑ پہ ظلم و ستم کی کمی نہ تھی! | ساتھ ان کے سر برہنہ بہن ماں پھوپھی تھی

تن پر نقیؑ کے ایک بھی درّہ لگا نہ تھا
عابدؑ کی طرح طوق میں ان کا گلا نہ تھا

خاموش ہو ظہورؔ ہے لکنت زبان میں | مقبول یہ بھی نظم ہے مولاؑ کی شان میں
گزری تمام عمرِ نقیؑ امتحان میں | پچیس سال زندگی پائی جہان میں

اپنے کسی امامؑ کی کب تھی طویل عمر
پائی نویں امامؑ نے سب سے قلیل عمر

در حالِ امامِ علیؑ نقی علیہ السّلام

یہ مجلسِ عزا ہے برائے علیؑ نقی | مومن ہیں آج محوِ عزائے علیؑ نقی
دل میں بھرا ہے جوشِ ولائے علیؑ نقی | ہر سمت ہے یہ شور کہ ہائے علیؑ نقی

ظالم نے زہر دے کے جو ٹکڑے جگر کیا
مولاؑ نے سوئے خلد جہاں سے سفر کیا

بچپن میں ان کو چھوڑ گئے تھے تقیؑ غریب | چھ سال صرف باپ کا سایہ ہوا نصیب
ان پر مصیبتوں کا رہا سلسلہ عجیب | عباسیوں کا دور تھا ان کیلئے مہیب

رہبر پہ راہ رہزنِ منزل کا ظلم تھا
ناقابلِ بیاں متوکل کا ظلم تھا

معصوم کو لعین نے بلوا لیا عراق | ظاہر کیا امامؑ کی خدمت کا اشتیاق
قبرِ نبیؐ سے چھٹنا تھا ہر چند دل پہ شاق | لیکن نقیؑ کو سہنا پڑا صدمۂ فراق

جیسے حسینؑ، موسیٰؑ، رضاؑ اور تقیؑ گئے
یوں ہی مدینہ چھوڑ کے مولا نقیؑ گئے

ایک اور دکھ سہا یہ ہمارے امام نے　　بھیجا انہیں گرسنہ درندوں کے سامنے
چاہی تھی موت حاکمِ بد احترام نے　　دیکھا مگر نظارہ یہ ہر خاص و عام نے

آنکھوں سے اپنی مل کے خدا کے ولی کے پاؤں
بھوکے درندے چوم رہے تھے نقیؑ کے پاؤں

ہر وقت اس الم سے تڑپتے تھے شاہِ دیں　　مولا علیؑ کی نقل بناتا تھا اہلِ کیں ؛
اس پر ہوا پسر متوکل کا خشمگیں　　ملعون سے منتصر کو مگر گالیاں ملیں

بیٹے کو گالیاں جو گویئے سناتے تھے
دربار والے قہقہے اس پر لگاتے تھے

تنگ آیا منتصر متوکل کے طور سے　　مل کر غلامِ رومی سے ٹکڑے اڑا دیئے
خود بادشاہ بن کے کئے کام کچھ بھلے　　دنیا نے چھ مہینے ہی جینے دیا اسے

کچھ عرصہ تخت و تاج ملا مستعین کو
بعد اس کے راج مل گیا معتز لعین کو

معتز کو دشمنی جو نقیؑ سے ہوئی سوا　　ملعون نے امامؑ کو زہرِ دغا دیا
کٹ کر کلیجہ باپ کا جب خاک پر گرا　　کہنے لگے امامِ حسنؑ عسکری بلکا

بابا یتیم سامرے میں چھوڑ کر چلے
پردیس میں غریب سے منہ موڑ کر چلے

خود عسکریؑ نے باپ کو غسل و کفن دیا　　خود ہی کیا نمازِ جنازہ کا فرض ادا
جس گھر میں تھا قیام وہیں دفن کر دیا　　ہے آج اسی مقام پہ روضہ بنا ہوا

کہتے ہیں لوگ دل کا فسانہ امامؑ سے
پاتے ہیں فیض اہلِ زمانہ امامؑ سے

مولا نقیؑ کی عمر ہوئی قید میں تمام　　چالیس سال زندہ رہے خلق میں امامؑ
اعدا کے ظلم و جور اٹھاتے رہے مدام　　سارے عزیز تڑپے مدینے میں صبح و شام

اب عرض کر ظہور یہ دسویں امامؑ سے
رکھیئے بلائیں دور اس ادنیٰ غلام سے